قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 30 اکتوبر 2021ء | 23 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 30 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:258

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ ﴿۵۱﴾

(المؤمنون : 51)

اور ابن مریم کو اور اس کی ماں کو بھی ہم نے ایک نشان بنایا تھا اور ان دونوں کو ہم نے ایک مرتفع مقام کی طرف پناہ دی جو پُرامن اور چشموں والا تھا۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ سے محبت

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتاب قریۂ جاوداں از محمد داؤد طاہر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

’’ربوہ کی بستی کی بہت سی یادیں ابھر کر سامنے آگئیں۔میری تو پیدائش بھی ربوہ کی ہے اور جہاں تک میرا علم ہے اپنے خاندان میں میں پہلا لڑکا تھا جو ربوہ میں پیدا ہوا اور پھر تمام عمر ربوہ میں گزاری۔ فیصل آباد یونیورسٹی میں جب پڑھتا تھا تو وہ تین سال کا عرصہ ربوہ سے باہر گزرا لیکن اس وقت بھی ہر ہفتہ دو دن کے لیے ربوہ آجایا کرتا تھا کہ اس کے بغیر طبیعت بے چین ہوتی تھی پھر 2003ء تک صرف آٹھ سال ربوہ سے باہر گھانا مغربی افریقہ میں گزارا اس سے ربوہ کی بستی سے میرے تعلق اور وہاں کے رہنے والوں سے میرے پیار کا آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا۔تفصیل میں نہیں جاتا کہ جذبات کا زیادہ اظہار نہ ہو جائے میری طبیعت کچھ ایسی ہے کہ ان کو قابو میں ہی رکھنا چاہتا ہوں بہرحال آپ کی کتاب پڑھ کر ربوہ کے گلی کوچے اور پرانے لوگ ہنستے مسکراتے، قانع، پیار کرنے والے، عبادت کا حق ادا کرنے والے، ذکر الٰہی سے زبانوں کو تر رکھنے والے بزرگ نظروں کے سامنے آگئے۔۔۔۔۔ بہرحال باتیں تو لمبی ہوتی چلی جارہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی کہ ان لوگوں اور اس بستی کی یادیں ہی ایسی ہیں اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش میں برکت ڈالے ربوہ جو اب دنیا میں جانا جاتا ہے چاہے اس کا نام حکومتی آمر جو مرضی رکھ دیں اس کے ابتدائی لوگوں کے حالات اور اس کی تاریخ کا بھی لوگوں کو پتہ لگنا چاہیے کہ کس پیار، قناعت اور آپس کے تعلق کو نبھاتے ہوئے ربوہ کے ابتدائی باسیوں نے اپنی زندگیاں گزاریں تا کہ نئی نسلیں بھی اپنی حالتوں کے جائزے لیتی رہیں اور بزرگوں کو دعائیں دیتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلیں آمین‘‘

(قریۂ جاوداں صفحہ 15، 16)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو (منظوم)
- ربوہ، ربوہ ای اے
- آج کی دعا

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ کے لیے برکت کی دعا

ترجمہ: مدینہ منورہ کی سرزمین، اس کے پھل، پیمانے اور مُد کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے؛ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث ہے: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ باغ کا سب سے پہلا پھل دیکھتے تو اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لیتے اور یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ! ہمارے پھل میں برکت عطا فرما، ہمارے شہر میں برکت فرما، ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت فرما، اے اللہ! بیشک ابراہیمؑ تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بیشک انہوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی اور میں بھی مدینہ کے لیے اس طرح کی دعا کرتا ہوں، جیسا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کے لیے دعا کی اور ایک گنا زیادہ۔

(مسلم 442/1 باب فضل المدينة، مؤطامالك كتاب جامع الدعأ باب فضل المدينة 358)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابوبکرؓ اور بلالؓ بخار میں مبتلا ہوگئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا فرما جیسا کہ ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ، اس کی آب و ہوا کو درست کر دیجیے اور ہمارے لیے برکت پیدا فرما اس کے صاع میں اور اس کے مد میں اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دیجیے۔

(مختصر صحيح البخاری باب من كذب فی حلمه 262/4)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

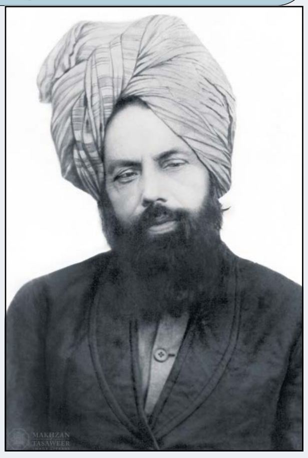

قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت

سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین (نصرت جہاں بیگم صاحبہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خاندان کے اراکین علیوال کی نہر پر سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہاں سے شام کے قریب واپسی ہوئی۔ بٹالہ یا علیوال کے سرسبز درختوں کا گھنا سایہ دیکھ کر واہ واہ کہتے ہوئے کسی خادمہ کی زبان سے نکلا۔

’’کیسا پیارا منظر اور ٹھنڈی چھاؤں ہے‘‘

حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے یہ الفاظ سن کر فرمایا۔

’’ہمیں تو قادیان کی دھوپ بھی اچھی لگتی ہے‘‘

(سیرت المہدی جلد دوم تتمہ صفحہ 377)

دربارِ خلافت

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ اطاعت کے نمونے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مفتی فضل الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام گورداسپور مقدمے کی تاریخوں پر تشریف لے جاتے تھے تو مجھ کو ضرور اردل میں رکھا کرتے تھے، اُس زمانے میں یکّے ہوتے تھے۔ جب آپ صبح کو روانگی کے لئے تشریف لاتے تو فرماتے، میاں فضل الرحمن کہاں ہیں؟ اگر مَیں حاضر ہوتا تو بولتا ورنہ آدمی بھیج کر مجھے گھر سے طلب فرماتے کہ جلدی آوٴ۔ حضور کا یکّہ ہمیشہ مَیں ہی چلاتا۔ یکّہ بان کو حکم نہ تھا کہ چلائے۔ مَیں یکّہ بان کی جگہ بیٹھ جاتا اور میاں شادی خان صاحب مرحوم میرے آگے ساتھ بیٹھ جاتے اور یکّہ کے اندر اکیلے حضور ہی تشریف رکھتے۔ مقدمے کے دوران جب یہ سفر ہوا کرتا تھا اس دوران میں میرا دوسرا بچہ بیمار ہوگیا اور اُس کو ٹائیفائیڈ ہوگیا۔ حضور اکثر اُس کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ تاریخ مقدمہ سے ایک دن قبل میری بیوی نے کہا کہ حضور کو دعا کے لئے لکھو۔ مَیں نے کہا جبکہ آپ ہر روز دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں تو لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر اُس نے اصرار کیا تو مَیں نے عریضہ لکھ دیا، خط لکھ کے ڈال دیا۔ حضرت نے اس پر تحریر فرمایا کہ مَیں تو دعا کروں گا پر اگر تقدیرِ مبرم ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ یہ الفاظ پڑھ کر میرے آنسو نکل آئے۔ بیوی نے پوچھا: کیوں؟ مَیں نے کہا اب یہ بچہ ہمارے پاس نہیں رہ سکتا۔ اگر اس نے اچھا ہونا ہوتا تو آپ یہ نہ لکھتے۔ خیر دوسرے دن صبح کو روانگی تھی، سب لوگ چوک میں کھڑے تھے منتظر تھے کہ حضور برآمد ہوئے اور کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی اور سیدھے میرے گھر تشریف لے آئے۔ بچے کو دیکھا، دَم کیا اور مجھے فرمایا کہ آج تم یہیں رہو۔ مَیں کل آ جاوٴں گا۔ بچے کی حالت تشویشناک ہے۔ چنانچہ مَیں رہ گیا۔ حضور کے سارے سفروں میں صرف یہ ایک دن تھا کہ مَیں معیت میں نہ جا سکا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 446-447 روایات حضرت مفتی فضل الرحمان صاحبؓ)

بچے کا جو افسوس تھا وہ تو ہے لیکن ایک دن نہ جانے کا، سفر میں معیت نہ ہونے کا بھی بڑا واضح افسوس نظر آتا ہے۔

حضرت حافظ عبدالعلی صاحب ولد مولوی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ’’زبانی حضرت میر محمد اسمٰعیل ریٹائرڈ (جو اُس وقت طالبعلم تھے) سول سرجن معلوم ہوا کہ آپ جب لاہور میڈیکل کالج میں پڑھنے تشریف لائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آپ لاہور میں مکان میں اکیلے نہ رہیں بلکہ اپنے ساتھ کسی کو ضرور رکھیں۔ اس ارشاد کے ماتحت حضرت میر صاحب اکیلے کبھی کسی شہر میں (جہاں تک میں دیکھتا رہا) نہ رہے، اُس وقت بورڈنگ میڈیکل کالج کوئی نہ تھا۔ میر صاحب کرایہ کا مکان لے کر رہتے تھے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 217 روایات حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ)

اور پھر صرف ایک دفعہ حکم نہیں سمجھا بلکہ کہتے ہیں زندگی میں ہمیشہ جب بھی مَیں نے دیکھا، جہاں بھی رہنا پڑا، کسی نہ کسی کو ضرور ساتھ رکھا کرتے تھے۔

حضرت ملک شادی خان صاحبؓ ولد امیر بخش صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ میاں جمال دین صاحب مرحوم کے ساتھ قادیان میں آیا اور مسجد مبارک میں جب ہم آئے تو ظہر کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نماز کے لئے جو تشریف لائے تو میں نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔ میرے کانوں میں مُرکیاں پڑی ہوئی تھیں (چھوٹے چھوٹے چھلے تھے) تو حضور نے فرمایا کہ ’’یہ مُرکیاں کیسی ہیں‘‘، مسلمان تو نہیں ڈالتے‘‘۔ میاں جمال دین صاحب نے کہا: حضور! دیہاتی لوگ ایسے ہوتے ہیں کیونکہ ایسے مسائل سے کچھ خبر نہیں ہوتی۔ فرمایا ان کو کانوں سے اُتار دو۔ تو میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے بھی کہا کہ جلدی اُتار دو کیونکہ حضرت صاحب نے حکم فرمایا ہے۔ میں نے اُسی وقت اُتار دیں۔ جب نماز عصر کے وقت نماز پڑھنے کے لئے آیا تو حضور نے فرمایا کہ ’’اب مسلمان معلوم ہوتا ہے‘‘۔ اُس کے بعد مَیں نے بیعت کر لی‘‘ (اُس وقت بیعت نہیں کی تھی)۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 169 روایات حضرت ملک شادی خاں صاحبؓ)

آجکل بھی بعض لڑکے فیشن میں بعض اُوٹ پٹانگ چیزیں ڈال لیتے ہیں۔ بعضوں نے گلے میں سونے کی چینیں ڈالی ہوتی ہیں۔ یہ ساری چیزیں منع ہیں۔ سونا پہننا تو ویسے ہی مردوں کے لئے منع ہے۔ یہاں کے ماحول کا بعض دفعہ اثر ہو جاتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض احمدی لڑکے بھی اس قسم کے فیشن کر لیتے ہیں۔ جناب والدہ بشیر احمد صاحب بھٹی ولد عبدالرحیم صاحب بھٹی فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے گھر میں تھوڑے سے چاول پکوائے (یعنی پلاوٴ) اور حضرت کے حکم سے حضرت امّ المومنین نے اُن دنوں یہاں قادیان میں جتنے احمدی گھر تھے سب گھروں میں تھوڑے تھوڑے بھیجے۔ وہ چاول برکت کے چاول کہلاتے ہیں اور حضور کا حکم تھا کہ گھر میں جتنے افراد ہیں اُن سب کو کھلائیں۔ (یعنی کہ جس جس گھر میں بھیجے تھے اُن کو کہا کہ ہر گھر والا چاول کھائے) چنانچہ کہتے ہیں۔ بڑے قاضی صاحب نے اپنے بڑے لڑکے بشیر احمد کے والد عبدالرحیم صاحب کو جو ان دنوں جمّوں میں ملازم تھے لفافے میں چند دانے کاغذ کے ساتھ چپکا کر بھیج دیئے۔ اب گھر کے افراد کے لئے حکم تھا کہ اُن کو یہ چاول کھلاوٴ اور اس حکم کی اتنی حد تک تعمیل کی کہ کیونکہ میرا بیٹا ہے اور وہ وہاں موجود نہیں تھا تو اُس کو ایک لفافے میں کاغذ کے ساتھ چپکا کر بھیج دیئے اور خط میں لکھ دیا کہ اتنا کونہ جس میں چاول چپکائے ہوئے ہیں، کھا لینا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 350 روایات جناب والدہ بشیر احمد صاحب بھٹی)

یہ تھی اطاعت اور محبت۔

(خطبہ جمعہ 25؍ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو

آ آ کہ تری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں
آ آ کہ تجھے سینے سے ہم اپنے لگائیں

تُو آئے تو ہم تجھ کو سر آنکھوں پہ بٹھائیں
جاں نذر کریں تجھ کو تجھے دل میں بسائیں

آپ آ کے محمدؐ کی عمارت کو بنائیں
ہم کفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں

ہیں مغرب و مشرق کے تو معشوق ہزاروں
بھائی ہیں مگر آپ کی ہی مجھ کو ادائیں

رحمت کی طرف اپنی نگہ کیجیے، آقا!
جانے بھی دیں کیا چیز ہیں یہ میری خطائیں

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر
اسلام کے سر پر سے کریں دور بلائیں

ربوہ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر
اک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

پھر ناف میں دنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ
پھر پرچمِ اسلام کو عالم میں اُڑائیں

جس شان سے آپ آئے تھے مکہ میں مری جاں
اک بار اسی شان سے ربوہ میں بھی آئیں

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو
کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دعائیں

(کلامِ محمود)

ایڈیٹر کے قلم سے

ربوہ، ربوہ ای اے

نوٹ از ایڈیٹر:۔ تین سال قبل خاکسار کی ایک تحریر پیارے حضور کی نظروں سے گزری جس میں حضور کا بھی کچھ ذکر تھا۔ دو روز بعد ایک نجی ملاقات میں حضور نے جہاں نفس مضمون پر خوشنودی کا اظہار فرمایا وہاں مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’میرے متعلق کچھ لکھیں تو دکھلا لیا کریں‘‘

اس ہدایت کے پیش نظر خاکسار نے اپنی ایک تازہ تحریر ”ربوہ، ربوہ ای اے“ بغرض ملاحظہ، دعا اور الفضل میں اشاعت کی اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں بھجوائی (تحریر کا پس منظر مضمون کی ابتداء میں درج ہے) تو حضور نے بعد ملاحظہ خاکسار کو تحریر فرمایا۔ کہ

’’آپ نے میری ہدایت“ پھر کیا کھائیں۔ اعتدال ضروری ہے“ اور ربوہ کی تاریخ پر جو مضامین لکھ کر بھجوائے ہیں وہ مل گئے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ نے ان پر بڑی محنت کی ہے اور دونوں کے نفس مضمون کو بیان کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اگر آپ ان مضامین کو الفضل میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور آپ کے علم و عرفان میں مزید برکتیں ڈالے۔ آمین‘‘

قارئین کرام! حضور کی اس اجازت پر ربوہ کی یاداشتوں پر مشتمل یہ مائدہ ایک ہی قسط میں یکجائی طور پر دعا کی درخواست کے ساتھ حوالہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

حضور کے خط میں بیان دوسری تحریر مورخہ 16 اکتوبر کو حوالہ قارئین کی جا چکی ہے۔

مؤرخہ 30اگست 2021ء کو خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ محترمہ کی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک نجی ملاقات میں ربوہ کی یاد اور گلی کوچوں کے تذکرہ کی بات چل نکلی تو پیارے حضور نے جذباتی انداز میں فرمایا۔

’’لوگ کہتے ہیں کہ لاہور، لاہور اے۔ پر ربوہ، ربوہ ای اے‘‘

پیارے امام کی زبان مبارک سے اردو اور پنجابی میں ملے جُلے فقرے بالخصوص ”ربوہ، ربوہ ای اے ‘‘سُن کر ہم دونوں بہت محظوظ ہوئے۔ ملاقات ابھی جاری تھی کہ میرے ذہن میں مرحوم و مغفور آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل دو اشعار گردشکرنے لگے جس سے خلیفۃ المسیح کی ربوہ سے اداسی عیاں ہے۔

؎ پیغام آرہے ہیں کہ مسکن اُداس ہے
طائر کے بعد اُس کا نشیمن اُداس ہے
؎ اک باغباں کی یاد میں سرو وسمن اُداس ہے
اہلِ چمن فسردہ ہیں گلشن اُداس ہے

اور ساتھ ہی ایک ہفتہ قبل جرمنی کے خدام سے ورچوئیل ملاقات کی طرف دھیان چلا گیا۔ جس میں ایک نوجوان نے حضور پُرنور سے سوال کیا تھا کہ حضور! اگر آپ کو اللہ تعالیٰ واپس ربوہ جانے کا موقع دے تو آپ سب سے پہلے کہاں جانا پسند کریں گے تو حضور انور نے چند لمحات توقف فرمایا اور مسکراتے ہوئے خوش بخت نوجوان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

’’موقع فراہم کرادو پھر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا پھر خود ہی دیکھ لینا جاکے۔ ظاہر ہے کہ پہلے انسان جب ربوہ جاتا ہے تو جو بزرگ ہیں جن کو ہم چھوڑ کر آئے جو وہیں رہے جنہوں نے ربوہ آباد کیا۔ ان کی یادیں ہی ربوہ سے وابستہ ہیں۔ تو عموماً یہی ہوتا ہے کہ انسان سب سے پہلے ان بزرگوں کے مزاروں پر حاضری دے کر ان کے لئے دُعا کرتا ہے اور پھر پُورے شہر کے لئے دُعا کرتا ہے اور پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہم قادیان جاتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جاتے ہیں سب سے پہلے۔ کوشش بھی یہی ہوتی ہے۔ مکہ مدینہ جائیں، مدینہ جائیں تو سب سے پہلے روضہ مبارک پر جاتے ہیں تو یہاں بھی جو بزرگ دفن ہیں جنہوں نے ربوہ کو آباد کیا اور ربوہ کو سینچا، ربوہ کو بنایا۔ سو ان کی یادیں وابستہ ہیں تو پرانے بزرگوں کی یادیں تازہ کرنے کے لئے عموماً تو یہی ہوتا ہے کہ ان کے وہاں جایا جائے دُعا کرنے کے لئے۔‘‘

اس طرح کی بے شمار وڈیوز اور آڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جن میں بچوں اور بچیوں، ناصرات، اطفال اور خدام نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ربوہ کے حوالہ سے سوالات کر کے خلفاء کی ربوہ میں بیتے دنوں کی یادوں کا پوچھ کر جذبات کی تاروں کو حرکت دی ہے۔ اور بڑی ایمان افروز، روح پرور یادیں تاریخِ احمدیت کا حصہ بنی ہیں۔

کسی قوم اور خاص طور پر جماعت کی مضبوطی کے لئے مرکز کا ہونا بہت ضروری اور اہم ہوتا ہے۔ اور دنیا کی تاریخ نے یہ محفوظ کیا ہے کہ جن قوموں اور جماعتوں کے مراکز تھے اور انہوں نے ان کی عزت و تکریم کا خیال رکھا۔ ان کی حفاظت کرتے رہے۔ وہی قومیں فلاح پا گئیں۔ وہی طاقتور ہوئیں۔ انہوں نے اپنی طاقت کا لوہا دوسری قوموں سے منوایا اور زیادہ دیر تک زندہ رہ کر اپنے نام تا ابد محفوظ کروا گئیں۔

اسلامی تاریخ کو دیکھیں تو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اس زمانہ کے موعود مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ مشرقی دنیا میں قادیان دارالامان کے نام سے تیسرا مرکز بنا۔ جس کی عزت و توقیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد نے نہ صرف خود کی بلکہ اوروں سے بھی کروائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مامور زمانہ کی پیشگوئی کی بابت حضرت مصلح موعودؓ (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ) کی باون علامات میں سے ایک علامت ’’تین کو چار کرنے والا ہوگا‘‘ کو پورا کرتے ہوئے مکہ، مدینہ اور قادیان کے بعد اسلام احمدیت کے چوتھے مرکز ’’ربوہ دارالہجرت‘‘ کی بنیاد رکھی۔ جس کا تفصیل سے ذکر کرنا آج میرے قلم کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مجھے توفیق فرمائے۔ قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۷﴾ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۸﴾ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۹﴾ ۔۔۔۔ کَیۡ نُسَبِّحَکَ کَثِیۡرًا ﴿۳۴﴾

سرزمین ربوہ کی ہزاروں سال قبل کی حیثیت و کیفیت

ربوہ نام کی وجہ تسمیہ، زمین کی تلاش، تعمیر اور موجودہ صورتِ حال بیان کرنے سے قبل پُرانے وقتوں میں اس زمین کی دنیوی حیثیت بیان کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد مورّخ احمدیت نے ایک مضمون بعنوان ’’سرزمین ربوہ اور اس کے ماحول کا تاریخی اور روحانی پس منظر‘‘ میں بہت دلچسپ اور ایمان و عرفان سے بھری تحقیق رقم فرمائی ہے۔ جس کا ملخص پیش ہے۔

جھنگ کے مشہور وقائع نگار جناب بلال زبیری کے مطابق ہندو دَور میں چنیوٹ کے دوسرے کنارے کو اپنی تمدنی اور مذہبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنایا۔ یہاں سے سنسکرت کے قلمی نسخے بھی ملے۔ 1956ء میں ربوہ میں ڈویژنل صحافیوں کا اجلاس ہوا تھا اور جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ (حضرت) میاں بشیر الدین محمود بھی شامل تھے۔ لائل پور (آجکل فیصل آباد) کے ایک صحافی ایم ایم شیدا نے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ جس میں انہوں نے مختلف کتابوں کے حوالے سے بتایا تھا کہ ربوہ کے مقام پر سکندرِ اعظم کے حملے سے پہلے سنسکرت یونیورسٹی تھی۔

قدیم مسلم تاریخ میں دو روایات کا تذکرہ

ایک روایت کے مطابق جرنیل محمد بن قاسم کا یہاں سے گزر ہوا اور دوسری روایت کے مطابق سلطان محمود غزنوی کی مقامی ہندو راجہ سے خونریز جنگ ہوئی تھی اور آج ان شہیدوں کی تدفین کا ذکر ان پہاڑی سلسلوں کے ساتھ ملتا ہے۔ (ہم جب چھوٹے تھے تو ہمارے بزرگ بھی ان شہیدوں کی قبروں کا ذکر کیا کرتے تھے جہاں آج کل جماعت احمدیہ کا عام قبرستان ہے اس کے اوپر پہاڑی کی طرف شمالی جانب قبروں کا سلسلہ آج بھی ملتا ہے۔ جہاں پتھر کھڑے کر کے قبروں کے نشان بنائے گئے تھے جو آج بھی وہیں موجود ہیں، اس کو کسی زمانے میں شاہی قبرستان بھی کہا جاتا تھا۔ ناقل مضمون نگار)

اولیاء اور بزرگوں کا سلسلہ سرزمین ربوہ کے ماحول میں

محترم مولانا دوست محمد شاہد، بلال زبیری ہی کی کتاب تاریخ جھنگ کا حوالہ دے کر مزید لکھتے ہیں کہ ازاں بعد یہ علاقہ شیر شاہ سوری اور اکبر جیسے بادشاہوں کے زیرِ نگین رہا اور اس سنہری دور میں سرزمین ربوہ سے متصل حضرت شاہ بو علی قلندر (1206ء۔1324ء) محو عبادت رہ کر چلہ کشی کرتے رہے اور آج بھی ان کا حجرہ مرجع خاص و عام ہے۔

اس کے علاوہ ضلع جھنگ کا علاقہ بے شمار صوفیاء و اولیاء اور اہلِ اللہ کے مزاروں سے بھرا پڑا ہے۔ جیسے حضرت مولوی محمد صدیق لالیؒ (آف لالیاں)، حضرت شاہ محمد بہلولؒ (شیخ بہلول)، حضرت شاہ عبد القادر جیلانی ثانیؒ (پیر کوٹ سدھانہ)، حضرت غازی پیرؒ (شور کوٹ)، حضرت سلطان باہو، سلطان العارفین، ندوۃ السالکین (شور کوٹ) اجل قسم کے اہلِ اللہ شامل ہیں۔

ربوہ کی نسبت تین حیرت انگیز آسمانی خبریں

1۔ حضرت مصلح موعودؓ اور بعض محبوب بندوں کو قیام ربوہ کے بارے میں خبریں دی گئیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیان پر دشمن حملہ آور ہو گا۔ قادیان سے جالندھر تک خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلے گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔ مسجد مبارک محفوظ رہے گی اور حضرت امام جماعت احمدیہ پہاڑوں کے دامن میں واقع ایک میدان میں نیا مرکز تعمیر کریں گے۔ یہ واقعہ پسر موعود سے متعلق انکشاف (1944ء) کے 5سال بعد ہو گا۔ اس انقلاب انگیز واقعہ کے بعد خدا کا نور تمام دنیا میں جائے گا (آج ہم دیکھتے ہیں کہ بذریعہ ایم ٹی اے نور پھیل رہا ہے)۔

2۔ داتہ ضلع ہزارہ کے ایک بزرگ سید میر گل شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بذریعہ مکتوب یہ اطلاع دی کہ ’’آج یکم رمضان شریف کی شب کو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ایک نقشہ کاغذ کا ہے جس کی خوبصورتی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور اس نقشہ پر جلی قلم سے قادیان کا نام لکھا ہوا ہے اور اس نقشہ سے اوپر کی طرف ایک اور نقشہ ہے جو کسی اور مقدس شہر کا ہے جس کا نام فدوی کو بھول گیا ہے۔‘‘

(یہ مکتوب عسل مصفٰی از مرزا خدا بخش میں شائع شدہ ہے)

3۔ تیسری آسمانی خبر مکرم ڈاکٹر عبد السلام کے تایا جان حضرت چوہدری غلام حسین کو دی گئی۔ جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے تین کو چار کرنے

میں راز آشکار ہونے کے لئے دعائیں کیں۔ اس پر آپ کو عالمِ رؤیا میں یہ حقیقت افروز نظارہ دکھایا گیا کہ ’’دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان میدان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کا جلسہ ہے اور خوب چہل پہل ہے۔ خدام کام کر رہے ہیں اور دو پہاڑوں کے درمیان ایک سڑک بنا ڈالی ہے۔‘‘ ربوہ اس خواب کی عملی تعبیر ثابت ہوا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2019ء صفحہ 13-15)

قادیان سے ہجرت اور نئے مرکز کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’داغِ ہجرت‘‘ کی ایک عملی تعبیر تقسیم برصغیر کے وقت 1947ء میں دیکھنے کو ملی۔ جب حضرت مصلح موعودؓ کو جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز کو الوداع کہہ کر پاکستان آنا پڑا۔ جہاں کچھ عرصہ لاہور میں قیام کرنے کے بعد چک ڈھگیاں کے علاقہ پر ربوہ نام سے ایک بستی بسائی۔ اور ایک خط میں آپؓ نے فرمایا ’’مرکز کے بغیر کوئی جماعت نہیں رہ سکتی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ انہوں نے بے مرکز کبھی نہیں رہنا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 15 اپریل 1949ء از خطبات محمود جلد 30 صفحہ 95)

چک ڈھگیاں

حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور پہنچ کر مرکز کے قیام کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس نے پنجاب میں مختلف جگہوں کا معائنہ کیا۔ طویل بحث مباحثہ کے بعد مکرم چوہدری عزیز احمد باجوہ نے چک ڈھگیاں کے حوالہ سے یہ رپورٹ پیش کی۔

’’یہ قطعہ زمین زراعت کے ناقابل، بالکل کلّر تھوہر ہے جہاں صرف ایک بوٹی ’’لانی‘‘ کے جو اونٹوں کا چارہ ہے اور جو خود زمین کے ناقابل زراعت ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی قسم کی سبزی، درخت وغیرہ کا وہاں نشان تک نہیں۔ بعض سرمایہ داروں نے لمبی میعاد کے پٹہ پر گورنمنٹ سے یہ زمین لے کر اس کو آباد کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 286)

بظاہر یہ رپورٹ مایوس کن تھی مگر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس سارے علاقہ کا مؤرخہ 18 اکتوبر 1947ء کو بنفسِ نفیس جائزہ فرمانے کے بعد اسے مرکز سلسلہ بنانے کے فیصلہ کا اعلان فرما دیا۔ مکہ کی طرح اس وادی غیر ذی ذرع اور بنجر وادی کو گل و گلزار اور لالہ زار بنانے کے لئے آپ نے سعی فرمائی۔ دعائیں کیں۔ وفادار صحابہ نے آپ کا ساتھ دیا اور اپنے خون و پسینہ سے اس زمین کو سینچا۔ جن میں حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ بھی شامل تھیں۔ اس زمین کے حوالے سے تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کروڑ پتی ہندو نے اِسے قابلِ کاشت بنانے کے لئے ہزار ہا روپیہ صرف کیا مگر ناکامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ جماعت احمدیہ نے اُس وقت 10 روپے فی ایکڑ کے بھاؤ پر یہ بنجر اور تھوہر زدہ 1034 ایکڑ زمین 12000 روپے میں نئے مرکز کے قیام کے لئے خرید لی۔ اور یوں اس بے آب و گیاہ وادی کو مادی اور روحانی ہر دو معنوں میں سرسبز و شاداب بنانے کا آغاز 1948ء میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلالی انداز میں ایک موقع پر فرمایا۔

’’یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے کہ اس نے ہزار ہا سال کے بعد اس زمین کو جس کے آباد کرنے سے لوگ عاجز آ گئے تھے اپنی پاک جماعت کے ذریعہ آباد کیا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 351)

ربوہ کا نام

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کی تجویز پر حضرت مصلح موعودؓ نے اس جگہ کو ’’ربوہ‘‘ کا نام دیا اور 20 ستمبر 1948ء دوشنبہ (پیر) کو آپ نے اس جگہ نماز ظہر باجماعت پڑھائی اور ایک خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی وہ دعائیں جو ان دونوں بزرگ انبیاء نے مکہ کی تعمیر اور خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہوئے پڑھی تھیں، بلند آواز سے دہرائیں۔ اور شاملین نے بھی ساتھ ساتھ دُہرایا۔ ربوہ کے چاروں کونوں اور وسط میں ایک ایک بکرے کی قربانی دی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 443) یہی وہ جگہ ہے جہاں آج کل مسجد یادگار ہے جو اب فضلِ عمر ہسپتال کے احاطہ میں شامل ہوگئی ہے۔ شاید دنیا میں مکہ کے علاوہ کوئی بستی ایسی نہ ہو جس کی آباد کاری کے لئے دو انبیاء کی مقبول دعائیں پڑھی گئی ہوں اور شاید کوئی ایسی بستی دنیا میں نہ ہو جس کی آباد کاری کے لئے چاروں اطراف بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے ہوں۔ اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ ’’دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ‘‘ ایک دفعہ پھر پورے ہوئے۔

میں آج کے ربوہ کا موازنہ آگے چل کر کروں گا۔ لیکن تعمیر ربوہ میں جن دشواریوں کا سامنا جماعت کو کرنا پڑا۔ اس وقت زمین کی کیا کیفیت تھی۔ اور کن مشکلات سے گزر کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ، بزرگ کبار صحابہ، بزرگان سلسلہ اور احبابِ جماعت کی دُعاؤں سے بھاگ لگائے۔ اور نعماء سے اس زمین کو بھر دیا۔ جس میں میٹھے پانی کی دستیابی شامل ہے۔ اس بنجر زمین پر اگر پانی نکلا تو وہ کھارا اور کڑوا پانی تھا۔ 10,9 نلکے لگ چکے تھے مگر میٹھا پانی ندارد۔ حضورؓ نے دریا کے قریب بھی بور کروایا۔ کسی حد تک میٹھا پانی دستیاب ہوا۔ مگر جلسہ سالانہ 1949ء کے اختتام پر حضورؓ کو ایک الہام کے ذریعہ جگہ بتلائی گئی بلکہ الہام کے الفاظ ’’پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا‘‘۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تعبیر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے اور زمزم کے پھوٹنے سے فرمائی اور فرمایا ’’پاؤں کے نیچے‘‘ سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اسماعیل قرار دیا ہے جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی بہہ نکلا تھا اُسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دُعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22 اپریل 1949ء از خطبات محمود جلد 30 صفحہ 106-107)

سو اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ کی برکات سے شاملین کو میٹھے پانی کا تحفہ عطا فرما دیا یعنی اس طرح اس دفعہ خدا تعالیٰ نے کہا۔ میرے بندے آئے ہیں چلو انہیں تحفہ کے طور پر میٹھا پانی ہی دے دو۔

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 361-362)

ربوہ کا ذکر قرآن کریم میں اور ربوہ نام کی عملی تصویر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر ’’ربوہ‘‘ کے لفظ کا استعمال نہایت ہی خوبصورت اور اچھوتے معنوں میں فرمایا ہے۔ اور اگر ربوہ میں گزرنے والے واقعات اور حالات کو ان دونوں آیات پر چسپاں کریں تو ہُو بہو وہ تصویر اُبھرتی ہے جو قرآن کریم کے ہر دو مقامات بالخصوص سورۃ البقرہ آیت 266 میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِھِمۡ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُکُلَھَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲۶۶﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس طرح سورۃ المومنون آیت 51 میں اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کے ذکر میں فرماتا ہے۔

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّ اٰوَیۡنٰھُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: اور ابن مریم کو اور اس کی ماں کو بھی ہم نے ایک نشان بنایا تھا اور ان دونوں کو ہم نے ایک مرتفع مقام کی طرف پناہ دی جو پُر امن اور چشموں والا تھا۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس بات پر سبھی کو اتفاق ہے اور خلفائے احمدیت اس بات کا اکثر ذکر فرما چکے ہیں کہ حضرت مریم سے مراد مریمی صفات یعنی نیک صالح، اللہ کے وفادار اور مطیع بزرگ ہیں جن کا ایک حصہ ربوہ بستی میں مقیم ہے۔

مخالفین کا اس قرآنی لفظ پر تبر

مخالفین و معاندین احمدیت جماعت کی برق رفتار ترقی سے ہمیشہ ہی ششدر اور پریشان رہے ہیں اور اس اعلائے کلمہ اللہ کو روکنے کے لئے کئی قسم کی پابندیاں لگاتے رہے۔ حتیٰ کہ ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی ٹھانی، مطالبے کئے، جلوس نکالے، جلسے منعقد کئے۔ بالآخر پنجاب اسمبلی کے ذریعہ ظاہری طور پر نام تبدیل کروانے میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن انہوں نے کئی نام تجویز کئے۔ کبھی احمد آباد، کبھی قادیان ثانی، کبھی کچھ اور کبھی کچھ، ایک نے تو مخالفت میں حد کرتے ہوئے چک ڈھگیاں نام ہی رکھنے کی تجویز دے ڈالی، جو بعض مفاد پرست عناصر کی طرف سے بری طرح رد کر دی گئی۔ انہی میں سے بعض مولوی مخالفت بھی کرتے رہے کہ اگر قادیان ثانی نام رکھا تو ایک قادیان کی آواز تو ہم پوری کوششوں کے باوجود دبا نہیں سکے۔ اور ہم اپنے ہی ہاتھوں سے ایک اور قادیان کی بنیاد رکھیں۔ یہی کیفیت احمد آباد کے نام پر سامنے آئی۔ بالآخر چناب نگر نام منظور ہوا۔ مخالفین یہ نام منظور کروا کر بھی پہلے پہل پچھتاتے رہے کیونکہ احمدیوں نے اس نام کی بھی بہت سی مثبت تاویلیں کر ڈالیں۔ مجھے یاد ہے کہ خاکسار جب لاہور میں بطور مربی ضلع کام کر رہا تھا میرا ایک مضمون اس نام کے حوالہ سے ہفت روزہ ’مہارت‘ لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اور میں نے اس نام کی یہ توجیہہ کی تھی کہ چناب نگر اصل میں ’’چن آب نگر‘‘ ہے کہ ایسا چمکتا اور دمکتا چاند جس کی شبیہ صاف ستھرے پانی (دریائے چناب) میں پڑے تو اس سے زیادہ روشن ہو کر اس کی شعائیں انسانی آنکھوں کو خیرہ کر دیں۔ اور اس سے برعکس چنیوٹ اصل میں ’’چن دی اوٹ‘‘ ہے کہ چاند کے پیچھے۔ چناب نگر نام رکھنے سے دریائے چناب تکنیکی لحاظ سے ربوہ سے ہی منسوب ہوتا ہے، کوئی اور اب اس پر اجارہ داری قائم نہیں رکھ سکتا۔ جماعت کے بہت سے شعراء نے چناب نگر کی مدح میں بہت سی نظمیں بھی کہیں جن میں سے مجھے نامور احمدی شاعر جناب رشید قیصرانی کی نظم بہت عمدہ لگی تھی۔

ربوہ بستی کی ترقی کا اعتراف

ربوہ بستی سے تحریکِ احمدیت اس کے اولو العزم قافلہ سالار اور دوسرے مظہر قدرت ثانیہ حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں اس تیزی کے ساتھ ابھری کہ بعض وقائع نگاروں اور صحافیوں نے لکھنا شروع کر دیا کہ پاکستان اگر ترقی چاہتا ہے تو اس کا دار السلطنت ربوہ کو بنا دیا جائے۔ چنانچہ جناب نسیم حجازی نے اپنے اخبار کوہستان یکم جنوری 1955ء میں الطاف سرحدی کے قلم سے نکلے الفاظ کو یوں محفوظ کیا ہے۔

’’مغربی پاکستان کے دار السلطنت کے لئے نہ لاہور موزوں ہے، نہ پشاور، نہ راولپنڈی۔ اس کے لئے موزوں جگہ قادیانیوں کا مرکز ربوہ ہے۔‘‘

(مضمون مولانا دوست محمد شاہد از الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2019ء)

ربوہ شہر کا قیام اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ اسلام کے لئے

بانی ربوہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک خطاب میں ربوہ کے قیام کا مقصد اس بستی سے اٹھنے والی مبارک آواز کو قرار دیا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ کے پُرشوکت الفاظ ایک پُرجلال پیشگوئی کا بھی رنگ رکھتے ہیں۔آپؓ فرماتے ہیں۔

”ربوہ کے چپے چپے پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔یہ بستی ان شاء اللہ قیامت تک خدا کی محبوب بستی رہے گی۔یہ بستی ان شاء اللہ کبھی نہیں اجڑے گی بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی۔“

(الفضل 11جنوری 1957ء)

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
ربوہ کو پہنچتی رہیں کعبہ کی دُعائیں
ربوہ کو تیرا مرکز توحید بنا کر
ایک نعرہ تکبیر فلک بوس لگائیں

اعلائے کلمۃ اللہ یا یوں کہہ لیں دعوت الی اللہ کے دو حصے ہیں۔

اوّل: اپنے آپ کو یا اپنوں کو اسلام کی تعلیم اور اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب الٰہی کی محبت، عشق میں رنگین کرنا۔

دوم: غیروں میں اسلام احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچانا۔

جہاں تک ربوہ بستی کے مکینوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جوڑنے کا تعلق ہے۔پسر مسیح کی کوششیں اور توقعات قابلِ قدر ہیں۔آپ کی دلی خواہش تھی کہ ربوہ کے مکینوں کے اندر اللہ، اس کے رسولؐ کی محبت جاگزیں ہو۔ایک دفعہ مسجد مبارک ربوہ میں سیرت النبیؐ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”یہ جلسہ نہایت اہم ہے۔یہ جلسہ اس عظیم الشان انسان کے حالات اور سوانح بیان کرنے کے لئے ہے جو نہ صرف خود ایک عظیم الشان انسان تھا بلکہ اس نے ہمیں بھی عظیم الشان بنا دیا ہے۔اس جلسے میں چھوٹے بچوں کو گھسیٹ کر لانا چاہئے تا کہ معلوم ہو کہ تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے محض خیالی محبت نہیں۔“

(تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد 2صفحہ 172)

ترقی کرتا ربوہ آج کے دور میں

ربوہ نے جس تیزی اور برق رفتاری سے ترقی کی منازل طے کی ہیں وہ بھی دنیا کے شہروں میں یکجا مقام رکھتا ہے۔قوموں اور جماعتوں کی تاریخ میں 74سال (1947 تا 2021ء) کا سفر آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔مگر اس عرصہ میں ربوہ نے ہر میدان میں غیر معمولی ترقی کی ہے۔ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ قوموں، شہروں، ملکوں حتی کہ شخصیات کی بناوٹ اور ان کا Built Up بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے جبکہ گراوٹ کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔لیکن ربوہ نے اپنی ترقی کا سفر ایسے ناگزیر حالات میں برق رفتاری سے طے کیا جس کی مثال کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔بالخصوص 1974ء کی مخالفت سے شروع ہونے والے سفر میں مخالفین و معاندین نے بہت سی روکیں راستوں میں کھڑی کیں مگر قانونِ الٰہی The more you press, more will rise کے تحت جماعت احمدیہ ہنستی، کودتی اور خوشی سے اللہ کے حضور جھکتی ہوئی ان تمام روکوں کو پھلانگتی، عبور کرتی آگے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔دشمنوں نے ایک در بند کرنے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے اس ایک در کے بدلے ترقی کے لئے کئی اور در کھول دیئے۔میں نے ایک دفعہ ربوہ میں مقیم مولوی اللہ یار (جو مخالفت احمدیت پر دن رات کمر بستہ تھا) کو اس کی مخالفت پر اسلام آباد سے ایک خط رقم کیا تھا کہ تمہاری جماعت احمدیہ کی مخالفت، جماعت احمدیہ کی ترقی و بہتری کے لئے روڑی (کھاد) کا کام کر رہی ہے۔تم جتنی مخالفت کرتے ہو جماعت اتنی ہی ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

سیاسی جماعتوں کا یہ نعرہ ”روک سکتے ہو تو روک لو“ حقیقت میں تو ہم پر پورا اُترتا معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا ہمارے ساتھ کھڑا ہے۔اللہ کا یہ وعدہ ہے۔”انی معك یا مسرور“

ربوہ کی مادی و روحانی ترقی

قوموں اور شہروں کا یہ Built up دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک مادی اور ایک روحانی۔ربوہ شہر کا بھی ان دو مناسبتوں سے جائزہ لیں گے۔پہلے ہم مادی ترقی کا جائزہ قارئین الفضل کے سامنے رکھتے ہیں۔

اس جگہ کی جو مادی حیثیت تھی اس کا اختصار سے ذکر ہم گزشتہ صفحات میں کر آئے ہیں۔کہ یہ سارا علاقہ ناقابل زراعت، کلرزدہ، تھوہر سے بھرپور، کوئی درخت نہیں ماسوائے جنگلی کیکر اور اونٹوں کے چارہ میں استعمال ہونے والی ”لانی“ بوٹی کے علاوہ سبزی وغیرہ نہ اگتی تھی۔پانی کا نام و نشان نہ تھا۔حتیٰ کہ ربوہ کے قیام کے بعد بھی کچھ سال یہی کیفیت رہی۔خاکسار کی جم پل ربوہ ہی کی ہے۔میں نے خود دیکھا کہ کچی سڑکیں اور کلر سے اٹا ٹوٹ بھری ہوئیں۔ایک دفعہ باہر کا چکر لگا آئیں تو غسل کرنا پڑتا تھا۔گرمی اتنی کہ ستانے کے لئے سڑک کے کنارے کوئی درخت نہ ملتا۔بارش ہو جائے تو یہی کلر کیچڑ میں بدل جاتا تو اس زمانہ میں زیرِ استعمال آنے والا جوتا (ہوائی چپل جو قینچی بھی کہلاتی تھی) کیچڑ میں دھنس جاتا، نکالتے تو اس کی ودھر (strap) ٹوٹ جاتی۔اتنی رقم نہ ہوتی کہ اس کی موچی (جوتے مرمت کرنے والے) سے مرمت کروالیں۔خود جنگلی کیکر یا دیسی کیکر کا کانٹا توڑ کر جوتے کو نیچے سے جوڑ لیتے۔جونہی بارش کے آثار نمایاں ہوتے اس ڈر سے کہ ہوائی چپل زمین میں دھنس کر ٹوٹ نہ جائے ہاتھ میں پکڑ کر اپنی پتلون، پاجامہ یا شلوار کو گھٹنوں تک چڑھا کر گھر آتے اور سیدھا پانی کے نلکے کے پاس جا کر اپنے آپ کو صاف کرتے۔اگر کبھی کبھار سائیکل میسر ہوتی تو بارش میں کاندھوں پر اٹھا کر یا ریلوے لائن پر چل کر اپنی منزل کو پہنچتے۔لوگ یہ عجیب دلچسپ منظر دیکھتے کہ جس سائیکل نے انسان کو اٹھا کر منزل تک پہنچانا ہوتا ہے، آج انسان اس کو اپنے اوپر اٹھا کر لے جا رہا ہے۔”لانی“ بوٹی کے علاوہ آک کا پودا کثرت سے نظر آتا یا آہستہ آہستہ چند بوٹیاں۔کار یا گاڑی تو نہ ہونے کے برابر تھیں۔کافی دیر تک تین کاریں نظر آتی تھیں۔تانگہ قریب سے گزر جاتا تو ناک پر کپڑا رکھنا پڑتا تھا۔سڑکیں نہیں تھیں جس کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔گھر، مساجد، دفاتر مٹی کے بنے ہوتے۔ہماری مائیں گھروں کی دیواروں پر گیلی مٹی کا پوچا لگایا کرتیں۔

مقدس مقامات

ربوہ آمد پر ہمارے دادا مکرم میاں حبیب اللہ مرحوم کے حصہ کی جو زمین خریدنے کے لئے الاٹ ہوئی وہ اتفاق سے مبارک اور مقدس جگہ تھی جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے کچا قصر خلافت بنایا۔چھوٹی سی کچی مسجد مبارک تعمیر ہوئی۔اس کی نشاندہی جب ہمارے والد محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم نے ہم سے کی تو کھدائی کے دوران قبلہ نما پتھروں کی دیواریں زمین کے اندر سے نکلیں جو پہلی مسجد مبارک کی تھیں۔

خاکسار نے اس مقدس جگہ کی تفصیل لینے کے لئے مکرم استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب اور مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب سے علیحدہ علیحدہ رابطہ کیا تو مجھے ہر دو نے قصر خلافت کے مختلف گھروں کی Location بتائی۔ایک دفعہ مکرم میر صاحب موصوف میرے چھوٹے بھائی برادرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف (مریم ہسپتال والے) کے لان میں ایک تقریب کے سلسلہ میں بیٹھے تھے تو خاکسار نے ایک بار پھر ان مقدس مقامات اور مسجد مبارک کی تفصیل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اپنی کھونٹی سے مجھے سمجھایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا گھر یہاں ہوتا تھا اور آپ اس راستہ سے مسجد مبارک نماز پڑھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔محترم ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ نور ہسپتال کی لوکیشن بھی بتلائی جو کچے کمروں کی عمارت پر مشتمل تھا۔حضرت اماں جان کا یادگار کچا کمرہ کافی عرصہ تک ایوانِ محمود روڈ (جو بعد میں یادگار روڈ کہلائی) کے درمیان میں قائم رہا۔جس میں ایک لمبا عرصہ خاکسار نے بحیثیت زعیم خدام الاحمدیہ دارالصدر جنوبی اپنا دفتر بنائے رکھا۔یوں اس مبارک کمرہ سے فیض اٹھانے کی توفیق ملتی رہی۔آج کل یہ چوک یادگار کہلاتا ہے۔میں نے کچا لنگر خانہ مسجد مبارک سے ملحقہ مشرقی جانب بھی دیکھا ہوا ہے۔بازار اور دکانیں کچی تھیں بلکہ دارالرحمت کا بازار کہلاتا بھی ”کچا بازار“ ہی تھا۔اب بھی بعض لوگ اسے کچا بازار کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔

لیکن جب اس بابرکت شہر کی تعمیرات کا کام شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں اور برکتوں کی بارش کر دی اور 74سالہ تاریخ میں پختہ بلند و بالا، عالیشان، فلک سے باتیں کرتی خوبصورت عمارتوں نے ربوہ کی خوبصورتی اور شان میں رنگ بھر دیئے ہیں۔شاید ہی آج کوئی گھر کچا ہو گا۔اکثر حصوں میں سڑکیں تارکول کی ہیں۔بعض جگہوں پر سولنگ ہے۔اور چند ایک سڑکوں کے علاوہ پہاڑی پتھریلے لال رنگ کی کیری ڈال دی گئی ہے جو پانی کے چھڑکاؤ اور گاڑیوں کے چلنے سے ایسے دب جاتی ہے کہ پختہ سڑک ہی لگتی ہے۔دارالصدر میں دفاتر اور مسجد مبارک کے اردگرد فٹ پاتھ پر ٹف ٹائلیں لگا کر pave بنا دیئے گئے ہیں۔

تزئین ربوہ کمیٹی

سڑکوں کی پختگی کی بات چلی ہے تو سڑکوں کے کنارے خوبصورت پودے آہنی جنگلوں میں لگے نظر آتے ہیں۔جنگلوں کے اوپر خوشخطی میں اخلاقیات کی نہایت پیاری اور دلربا باتیں لکھی ہوئی ہیں۔جن کو دیکھ اور پڑھ کر دل کو جہاں طراوت ملتی ہے وہاں اپنے اندر پائی جانے والی کمی کو دور کرنے کا عزم باندھنے کا موقع ملتا ہے۔

شاید ربوہ کے علاوہ یہ پُرکشش نظارہ دنیا بھر میں کسی شہر میں نظر نہ آتا ہو۔اس کا سہرا ”تزئین ربوہ کمیٹی“ کو جاتا ہے۔جس کی انتظامیہ اور تمام کارکنان بہت محنت، لگن اور جوش کے ساتھ کام کرتے ہیں۔انہی کی محنتِ شاقہ اور پُرجوش جذبہ نے سرگودھا فیصل آباد روڈ اور ریلوے لائن کے اردگرد تمام جگہوں پر درخت لگوا کر ربوہ کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا ہے۔ان جگہوں کو جنگلے لگوا کر ان میں لگے درختوں کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

خاکسار جب 1990ء میں سیرالیون مغربی افریقہ میں خدمات دینیہ بجالانے کے بعد واپس ربوہ آیا تو ساڑھے سات سال بعد ربوہ آمد پر جن باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا ان میں سے مادی لحاظ سے سرسبز درختوں کی بہتات اور روحانی لحاظ سے مساجد میں نمازیوں کی تعداد کی بڑھوتی تھی۔اُن دنوں یہ امور خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر بھی کئے تھے۔

ایک وقت تھا کہ لانی بوٹی، پہاڑی کیکر اور آک کے علاوہ کوئی درخت یا پودہ نہ ہوتا تھا۔آج خاکسار نے بعض ڈیروں پر لیچی، الائچی اور زیتون کے پودوں کو پھل دیتے دیکھا ہے۔ربوہ کے تقریباً ہر گھر میں تین پھلدار درخت لگے ہوئے ہیں۔ان کے علاوہ اکثر گھروں میں آم، لیموں، انجیر، پپیتا، شہتوت، انگور، کیلا، سیب، جامن، کینو، گریپ فروٹ، امرود وغیرہ شامل ہیں۔ہر گھر میں تین پھلدار درخت لگانے کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی اور بعد میں ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تجدید فرمائی

اور اہالیانِ ربوہ نے لبیک اور سمعنا امیر المومنین کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اپنے خرچے پر اپنے گھروں کو سرسبز و شاداب کر ڈالا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھروں کے باہر درخت لگانے کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تحریک فرمائی تھی۔ اور ہم نے سفیدے (U.Cliptus) کے درخت گھروں کے باہر لگائے تھے۔

احمد گلشن نرسری

تزئین ربوہ کمیٹی کے ذکر میں ''گلشن احمد نرسری'' کا ذکر ضروری ہے۔ جہاں سے جماعتی سطح پر بھی اور نجی طور پر بھی ربوہ کے مکین خوبصورت پودے خرید کر لے جاتے اور اپنے مکانوں کو خوبصورت بناتے ہیں۔ نت نئے پُرکشش رنگوں کے پھولوں سے سجے گملوں سے بھی بعض جگھوں پر سڑکیں آراستہ ہیں۔ گلشن احمد نرسری کے علاوہ احمد نگر کے قریب بھی بعض لوگوں نے ذاتی طور پر خوبصورت نرسریاں بنا رکھی ہیں جو ربوہ کی خوبصورتی میں اضافہ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

صحت کی سہولتیں

ربوہ کے آغاز میں ہماری کھیلوں میں میرو ڈبہ، باڑی، پٹھو گرم، گُلی ڈنڈا وغیرہ ہوا کرتی تھی۔ گراونڈز تو ہوتی نہ تھیں۔ اگر تھیں تو گرد اور کلر سے اٹی ہوتیں۔ کلر کی وجہ سے زمین نے سفید چادر اوڑھی ہوتی۔ یہاں اگر کھیلنے کا ارادہ کریں تو گرد و غبار کی وجہ سے گلی یا گیند کیا، اپنا ساتھی کھلاڑی بھی نظر نہ آتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم یہ گیمز کھیلنے کے لئے کسی سڑک کا سہارا لیا کرتے تھے کیونکہ ٹریفک چلنے کے دباؤ کی وجہ سے یہ کسی حد تک پختہ نظر آتی تھیں۔ محلہ دارالصدر جنوبی کے بچوں کو حضرت اماں جانؓ کے کمرہ کے ارد گرد جگہ پختہ ہونے کی وجہ سے کھیلنے کے لئے پسند آتی۔ مگر آج کھیلنے کے لئے گراونڈ مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔ ان ڈور (Indoor) گیمز کے لئے تینوں ذیلی تظیموں نے جم خانے بنا رکھے ہیں۔ جہاں انصار، خدام اور ممبرات لجنہ جا کر اپنی صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ صدران محلہ جات یا صدر صاحب عمومی کی طرف سے بعض محلوں میں مختلف کھیلوں کا انتظام ہے۔ جلسہ گاہ میں کرکٹ گراونڈ، فٹ بال گراونڈ، باسکٹ بال کے کورٹس کے علاوہ صحت برقرار رکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ جدید طبی سہولیات کے حوالہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بہت بڑے جم خانہ کی بات نہ کریں تو یہ مضمون ادھورا رہتا ہے جہاں فزیو تھراپی کے Advised شدہ مریضوں کے علاوہ معمولی فیس پر مردوں اور مستورات کے لئے الگ الگ وقت مقرر ہیں جہاں سینکڑوں مرد و خواتین جا کر ذہنی، جسمانی ورزش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی مساجد میں ٹیبل ٹینس، بیڈ منٹن کے علاوہ ورزش کے چھوٹے موٹے Tools موجود ہیں۔ خدام الاحمدیہ نے بھی فیکٹری ایریا میں جم خانہ اور ٹینس کے کورٹس وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے۔

سوئمنگ پولز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر نگرانی بین الاقوامی طرز پر سوئمنگ پول قائم ہے جہاں سوئمنگ کے رموز سکھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب تو بعض صاحبِ استطاعت لوگوں نے اپنے گھروں میں چھوٹے چھوٹے سوئمنگ پولز بنا رکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے ربوہ کے نواح میں اپنے ڈیروں پر سوئمنگ پول بنائے ہیں۔ احمدی خدام متعلقہ لوگوں سے اجازت لے کر وہاں پکنک مناتے ہیں۔ ان میں ایک اہم خوبصورت سوئمنگ پول حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ڈیرہ پر واقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ڈیرہ پر بھی سوئمنگ پول موجود ہے۔

مجلس صحت

العقل السلیم فی الجسم السلیم کے رہنما اصول کے مطابق صحت مندانہ جسمانی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے ایک مرکزی مجلس صحت قائم ہے جس کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1972ء میں فرمایا تھا۔ اس کا مقصد نوجوان طبقہ کو گراونڈ اور ورزش کے لئے ضروری سامان مہیا کروانا ہے۔ اور آج بفضل اللہ تعالیٰ احمدی نوجوان ان کاوشوں اور ذرائع کی بدولت ملکی سطح پر بعض ٹیموں میں شامل ہیں اور بین الاقوامی طور پر اپنے ملک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔

ٹورنامنٹس

ایک وقت میں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ اور آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ سالانہ بنیاد پر ربوہ میں منعقد ہوتے تھے۔ جن میں پاکستان بھر سے نیشنل سطح کے کھلاڑی حصہ لیتے اور تین روز خوب رونق رہتی۔ گھڑ دوڑ کے مقابلوں کا ذکر نہ کیا جائے تو مضمون تشنہ رہے گا۔ پاکستان بھر کے احمدی اس سالانہ ٹورنامنٹ میں حصہ کے لئے بہت پیار سے گھوڑے پالتے اور نیزہ بازی اور ان کی ریس کی پریکٹس بھی کرتے، اور گھڑ دوڑ کے تاریخی ایونٹ میں شرکت کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو گھوڑوں سے بہت دلچسپی تھی۔ حضور کے گھوڑے بھی ان کی دیکھ بھال کرنے والے ان کو بنا سنوار کر میدان میں اترتے۔ جب ان گھوڑوں کے انچارج چوہدری اللہ دادا صاحب، اعلیٰ نسل کے گھوڑے اشکر پر سوار ہو کر میدان میں آتے تو اپنے اور غیر بہت محظوظ ہوتے۔ پھر مخالفت کی وجہ سے ان تفریحی ٹورنامنٹس کو بند کرنا پڑا۔ تاہم اندرون ربوہ خدام و انصار کے مابین ضلعی سطح پر ٹورنامنٹس اور گیمز کا سلسلہ کبھی کبھار جاری رہتا ہے۔ جن میں اِن ڈور گیمز بھی شامل ہیں۔ مجلس صحت کے تحت کرکٹ کا ایک ٹورنامنٹ مربیان اور کارکنان کے درمیان الگ الگ طور پر ہوتا رہا ہے جن کے درمیان دن میں ایک بڑا کھانا بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بین الاضلاع کرکٹ کے مقابلہ جات بھی منعقد ہوتے ہیں۔

طبّی ادارے

ربوہ کی بنیاد کے وقت نور ہسپتال کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ قادیان میں چونکہ نور ہسپتال قائم تھا۔ اس کی مناسبت سے ربوہ میں ایوانِ محمود روڈ، جو آجکل یادگار روڈ کہلاتی ہے پر چھوٹی سی عمارت میں اس ہسپتال نے کام کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے **فضل عمر ہسپتال کا افتتاح** 21 مارچ 1958ء کو فرمایا جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتا ہوا مختلف وارڈز کے تقریباً 150 بستروں پر مشتمل ہو چکا ہے۔ اور تمام بنیادی سہولیات سے آراستہ ہے۔

زبیدہ بانی ونگ فضل عمر ہسپتال: فضل عمر ہسپتال کا ایک اہم ونگ خواتین کے لئے گائنی ڈیپارٹمنٹ پر مشتمل ہے جو نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ: امراضِ قلب کے لئے اس ہسپتال نے 2009ء میں کام شروع کیا۔ اس کی عمارت 6 منزلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں جدید ترین سہولتیں موجود ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ نے تھوڑے سے وقت میں پورے پاکستان بلکہ بیرون ملک میں بھی اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ پاکستان کے طول و عرض سے مریض علاج کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔ صفائی، خدمتِ انسانیت کے جذبہ کی وجہ سے یہ ہسپتال نیک نام پیدا کر رہا ہے۔ ان ہسپتالوں میں دنیا بھر سے تعلیم یافتہ، پروفیشنلز اور کوالیفائیڈ ڈاکٹر حضرات جذبہ خدمت انسانیت کے ساتھ جز وقتی وقف کر کے تشریف لاتے ہیں۔

ہومیوپیتھی علاج: سرزمین ربوہ ہومیوپیتھی علاج کے حوالہ سے مشہور ہے۔ آغاز میں وقفِ جدید میں ہومیوپیتھی ڈسپنسری قائم تھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قائم فرمائی تھی اور ایک لمبا عرصہ مریضوں کا کامیاب علاج بھی آپ خود ہی فرماتے تھے۔ یہ علاج فری تھا۔ اب بھی یہ ڈسپنسری قائم ہے۔

اس کے علاوہ تینوں ذیلی تنظیموں کے مرکزی دفاتر میں ہومیوپیتھی ڈسپنسریز قائم ہیں جہاں سینکڑوں مریضوں کا فری علاج ہوتا ہے۔

ہومیوپیتھی کا ایک اہم ادارہ جو نیک نامی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے وہ طاہر ہومیوپیتھی ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے جو خدام الاحمدیہ کے تحت خدمات بجا لا رہا ہے اور جس کی الگ سے عالی شان عمارت زیرِ تعمیر ہے جس میں ماہانہ ہزاروں مریضوں کا مفت علاج ہوتا ہے ان میں سینکڑوں غیر از جماعت مریض بھی شامل ہیں جو دور دراز علاقوں سے بغرض علاج ربوہ تشریف لاتے ہیں۔ یہ انسٹیٹیوٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے جہاں ادویات بھی تیار کی جاتی ہیں اور ان کی علامات کو سامنے رکھتے ہوئے تجربات بھی کئے جاتے ہیں، اس طرح نئی نئی اقسام کی ادویات کی پروونگ ہو جاتی ہے۔

ہومیوپیتھی کے ان اداروں کے علاوہ خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے سرشار اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہومیوپیتھی کلاس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بے شمار احمدیوں نے ربوہ میں اپنے گھروں میں فری ڈسپنسریاں قائم کر رکھی ہیں۔ نیز مارکیٹ میں بیسیوں ہومیوپیتھی ڈاکٹرز اور پرائیویٹ یونانی حکماء نے معمولی فیس پر علاج کے لئے کلینکس کھول رکھے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام عطیہ خون اور عطیہ چشم کا ایک اہم ادارہ بنام ''نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیۃ'' کے نام سے قائم ہے۔ اس کے لئے چند سال قبل ایک عالیشان، خوبصورت عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ جہاں ''بلڈ بنک'' کے نام سے ایک اہم ادارہ بھی قائم ہے۔ جہاں خدام فلاحی طور پر خون عطیہ کرتے ہیں جو مریضوں کے کام آتا ہے۔ یہ کام بھی فری ہے۔ ہاں آپ کو خون لیتے وقت کسی کا خون جمع کروانا ہوتا ہے۔ اس بلڈ بنک سے تھیلیسیمیا کے مریضوں کو مفت خون مہیا کیا جاتا ہے۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن: اس ادارہ میں بے شمار لوگوں نے اپنی آنکھیں اپنی وفات کے بعد وقف کرنے کی وصیت کر رکھی ہیں اور اس ایسوسی ایشن کے تحت کارنیا کی بیماری کے شکار سینکڑوں احمدی و غیر از جماعت نابینا افراد کو کرنیوپلاسٹی کے آپریشن کے ذریعہ بینائی فراہم کی جا چکی ہے۔

دنیوی تعلیمی ادارے

ہر متمدن اور مہذب معاشرہ میں علم کی اہمیت مسلّم ہے۔ سرزمین ربوہ دینی و دنیوی علوم کی آماجگاہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ربوہ میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ہر نوجوان بچے اور بچی پر میٹرک تک تعلیم لازمی قرار دے رکھی تھی۔ دینی اور روحانی تعلیمی اداروں کا ذکر روحانی تعلیم کے تحت آئندہ آئے گا۔ جبکہ دنیوی تعلیم کے حوالے سے سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیم الاسلام پرائمری اسکول، تعلیم الاسلام ہائی اسکول، تعلیم الاسلام ڈگری کالج، جامعہ نصرت برائے خواتین اور نصرت گرلز ہائی اسکول مشہور ادارے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعتی سطح پر مختلف محلہ جات میں بیسیوں اسکولز و کالجز اعلیٰ تعلیم طلبہ و طالبات میں بانٹ رہے ہیں۔

دیگر سرکاری ادارے

ایک وقت تھا کہ سرکاری کام کروانے کی خاطر ربوہ سے باہر جانے کے لئے میلوں سفر کرنا پڑتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب ربوہ میں فونز کا سسٹم نہ تھا تو اپنے کسی عزیز کی کال سننے کے لئے نظارت علیا صدر انجمن یا وکالت علیا تحریک جدید کا رُخ کرنا پڑتا تھا۔ خط کی posting کے لئے ربوہ

سے باہر جانے والے کسی دوست سے درخواست کرنی پڑتی تھی۔ مگر اب ڈاکخانہ، ٹیلی فون ایکسچینج، ٹاؤن کمیٹی، عدالت مجسٹریٹ، کچہری اور تھانہ وغیرہ شہر کے اندر موجود ہیں۔

بنکاری

آغاز ربوہ میں جماعتی سطح پر امانتیں بلا سود رکھنے کا طریق موجود تھا۔لیکن اب ربوہ میں نیشنل سطح کے سرکاری و نیم سرکاری اور پرائیویٹ بینکس بیسیوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

ریسٹورینٹس وغیرہ

آغاز میں غربت کے باعث گھر سے باہر جا کر کھانے کا رواج نہ تھا۔ مگر جب یہ شوق Develop ہوا تو حسب توفیق ربوہ کے مکین چنیوٹ یا فیصل آباد جا کر کھانا کھاتے اور یوں outing بھی ہو جاتی۔ مگر اب ربوہ میں مختلف کارنرز اور ریسٹورینٹس میں ہر قسم کا دیسی و انگریزی کھانا دستیاب ہے اور بیٹھنے کا عمدہ انتظام بھی ہے۔خواتین بھی پردے میں آزادانہ ماحول میں Enjoy کرتی ہیں۔ نیز Fastfood اور شوارما کے بے شمار کارنرز شاپس موجود ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ شکور بھائی گلی میں آج سے 40 سال قبل Fastfood کی ایک دکان کھلی تھی مگر ربوہ کے مکینوں میں fastfood کا Taste چونکہ develop نہیں ہوا تھا اس لئے یہ کاروبار جلد بند ہو گیا۔ مگر اب انجوائے منٹ کے مختلف اسپاٹس موجود ہیں۔صرف ناشتے کے لئے نہاری پائے، حلوہ پوری وغیرہ کے ہی چار پانچ اسپاٹس ہیں۔

سفر کی سہولیات

شروع کے دنوں میں ایک ہی ریل گاڑی ایک دن میں گزرتی تھی پھر آہستہ آہستہ کراچی جانے کے لئے سپر ایکسپریس اور چناب ایکسپریس جاری ہوئیں اور لاہور جانے والی ریل گاڑی جس کو عرف عام میں ڈبہ کہتے تھے۔ صبح کو جاتا اور رات کو واپس آجاتا۔ یہ آجکل بھی جاری ہے۔ پہلے پہل ایک کچا کمرہ پر مشتمل ریلوے اسٹیشن ہوتا تھا، پلیٹ فارم بھی کچا تھا لیکن اب ایک خوبصورت عمارت موجود ہے۔ یا اس کے علاوہ محدود بسوں کی آمد و رفت تھی اور کئی گھنٹے بس اڈہ پر یا ریلوے اسٹیشن پر انتظار کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں مگر اب پاکستان کے کسی بھی کونے میں جانے کے لئے ائرکنڈیشنڈ بسیں اور کوچز چلتی ہیں۔جن کے اوقات مقرر ہیں اور انتظار کی صعوبتوں سے آزادی مل گئی ہے۔

ویسے تو میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ سارے ربوہ میں تین کاریں تھیں جس پر ایک مضمون روزنامہ الفضل کی زینت بنا تھا۔ مگر اب تمام ربوہ میں ہزاروں کی تعداد میں مکینوں کے پاس اپنی گاڑیاں ہیں۔ بعضوں نے کاروبار بھی شروع کر رکھا ہے اس کام کے لئے باقاعدہ ٹیکسی اسٹینڈ کے لئے بہت بڑی جگہ الاٹ کی جا چکی ہے۔

سبزی، فروٹ منڈی

ربوہ کی بنیاد رکھے جانے کے کئی سالوں تک ربوہ میں سبزیاں، فروٹ ملنا بہت مشکل تھا۔ چھوٹے پیمانہ پر چنیوٹ سے سبزی یا فروٹ لا کر فروخت ہوتا تھا اور Buying power بہت کم تھی مگر اب سبزی، فروٹ منڈی خواہ چھوٹے پیمانہ پر ہے ربوہ میں موجود ہے۔

بازار و مارکیٹس

ایک وقت میں صرف کچا بازار تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھر منڈی کا ذکر سننے کو ملا پھر گول بازار asteblish ہوا۔ اب تو مارکیٹوں کا سلسلہ محلہ محلہ میں پھیل چکا ہے۔ بڑی بڑی مارکیٹیں موجود ہیں جن میں دنیا جہان کی اشیاء دستیاب ہیں۔ بیرون از ربوہ سے غیر از جماعت دوست و خواتین بھی خرید و فروخت کے لئے ربوہ آتی ہیں۔ مجھے یاد ہے لاہور میں ایک بزرگ مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی ہوا کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں ٹوپی اور عینک کی خرید ربوہ سے ہی کرتا ہوں۔ کئی لوگ تبرک کی خاطر بھی ربوہ سے خریداری کرنا پسند کرتے ہیں۔

ایک دفعہ تین غیر از جماعت صحافی حضرات لاہور سے میرے ساتھ ربوہ تشریف لائے۔ خاکسار نے سارا ربوہ ان کو Visit کروایا۔ انہوں نے ربوہ کو ایک طرز کا دنیا سے جدا شہر قرار دیا۔ ایک نے کہا کہ یہ تو جزیرہ نما ہے جس طرح جزیرہ دنیا کی آلائشوں اور آب و ہوا سے پاک ہوتا ہے یہ بھی ایسے ہی معلوم ہوتا ہے۔ واقعتاً یہ ایک جزیرہ تھا اور ابھی بھی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ بازار میں ریڈیو کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ سگریٹ پینے والے حضرات اسٹیشن پر موجود کھوکے پر جایا کرتے تھے کہ شہر میں سگریٹ نہیں ملتی تھی۔ مگر ان مولویوں نے کھلا شہر، کھلا شہر کا رولا ڈلوا کر یہ چیزیں شہر میں لے آئے ہیں۔ ہم ابھی بھی دوسرے شہروں کے مقابلے میں ربوہ کو دیکھیں تو یہ ایک جنت ہے۔ میں صحافیوں کے تاثرات کی بات کر رہا تھا۔ ایک نے اپنے تاثرات کو یوں بیان کیا کہ یہاں ٹوپی، سائیکل اور بُرقعوں کی بہتات ہے۔ لگتا ہے کہ ہم اگر ٹوپیوں یا سائیکلوں کا کاروبار کریں تو بہت سود مند ثابت ہوگا۔ ان کو جب بہشتی مقبرہ دکھایا گیا۔ جن کو غیر، جنت کے نام سے یاد کرتے ہیں تو قبروں کی ترتیب، حسن انتظام و انصرام کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور ایک نے بے ساختہ کہا کہ ان کے مُردوں میں جب ترتیب ہے تو زندوں میں حسن ترتیب کا کیا حال ہوگا۔

ربوہ کی ترقی ایک اور زاویہ سے

ربوہ کی آبادکاری کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پیش نظر جو عظیم مقصد تھا اور خلفائے عظام کے نزدیک ابھی بھی ہے وہ تھا اعلائے کلمۃ اللہ اور اعلائے کلمۃ الاسلام۔ اور یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہی جا سکتی ہے کہ اس مقصدِ عظیم کو پانے کے لیے جہاں مرکزی سطح پر جماعت اور ذیلی تنظیموں نے کوشش کی وہاں ربوہ کے مکینوں اور باشندوں نے بھی اپنی تمام تر قوتوں، طاقتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لا کر اللہ، اس کے رسول، اس کے مذہب اسلام اور اس کی پیاری کتاب قرآن کے نام کو بلند کیے رکھا۔ اس کے لیے جان، مال و وقت اور دولت و عزت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس غرض کے حصول کے لیے ماسٹر عبد القدوس جیسے بے شمار وفاداروں نے اپنے ربوہ، اپنے پیارے خلیفہ اور اپنی تعلیمات کی لاج رکھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کا علَم بلند کرتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اور آج بھی ربوہ کے بے شمار باسی احمدیت کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں جیسے ملک عثمان احمد صاحب، حافظ طارق احمد صاحب، ملک ظہیر احمد صاحب، روحان احمد، شہزاد صاحب اور شکور بھائی جیسے بے شمار احمدی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جیل کی مشکلات برداشت کر کے اپنے نام تاریخ اسلام احمدیت میں سنہری حروف سے رقم کروا چکے ہیں اور ابھی بھی جیلوں کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ آج جو روحانی بہار ربوہ کی سرزمین اور فضاؤں پر نظر آتی ہے یہ انہی قربانیوں کی مرہون منت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ خون دل نذر کیا ہے تو بہار آئی ہے

دینی درس گاہ

ویسے تو کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ذیلی تنظیموں کی بنیاد رکھ کر جماعت پر ایک عظیم احسان و انقلاب فرمایا ہے۔ جو نہی بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے اور کسی حد تک سُدھ بُدھ رکھ کر باہر کے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھنے کے قابل ہوتا ہے تو جماعتی بچوں اور بچیوں کو سنبھالنے اور نیک پرورش کرنے والی دو اہم مبارک تنظیمیں مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے عہدے داران اپنی باہیں کھولے ان کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس نظام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے بعض بنیادی لائحہ عمل تشکیل دیئے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وقف نو اسکیم پیش کر کے اس نظام کو مزید مستحکم کر دیا اور اب ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات اور خطابات اور بچوں کی کلاسز کے ذریعہ مندرجہ بالا ہر دو نظام میں حسین اور پیاری تبدیلیاں اور مرمتیں فرمائی ہیں۔ اس کا حسین نظارہ ہم اپنے بچپن میں ربوہ میں دیکھتے رہے۔ ہم جب بھی ربوہ جاتے ہیں اپنی آنکھوں سے یہ روح پرور نظارے دیکھ کر ٹھنڈک کے سامان پیدا کرتے ہیں۔

ایک اعتراف کا میں ذکر کرنا بھول نہ جاؤں۔ مجھے لاہور میں مربی ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران خاکسار کے مذہبی جماعتوں، مختلف فرقوں کے سربراہوں اور اخباری صحافیوں کے ساتھ ایک مربوط تعلق قائم تھا۔ ہمارا ایک دوسرے کی طرف آنا جانا تھا۔ ایک دفعہ علامہ غامدی کے دفتر واقعہ گارڈن ٹاؤن سے ایک پانچ رکنی وفد مجھے ملنے کے لیے میرے پاس آیا جن میں ان کے جنرل سیکرٹری بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ میرے تعارف کروانے کے بعد جنرل سیکرٹری بے ساختہ بولے کہ آپ اپنی جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے دو باتیں بھول گئے ہیں جو آپ کے اندر ''وادھا'' ہیں (یعنی زیادتی و خوبی) ہیں۔ میں نے ذہن میں سوچا کہ میں نے اپنی طرف سے تو تعارف کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ کون سی خوبی ہے جو بیان ہونے سے رہ گئی؟ تو جنرل سیکرٹری یوں گویا ہوئے کہ آپ تعارف میں یہ بیان کرنا بھول گئے کہ سرکاری دفاتر میں اگر کوئی رشوت نہیں لیتا تو وہ احمدی ہے، نماز پڑھتا دکھائی دے تو وہ احمدی ہے، اپنے سرکاری کام میں دیانت دار ہے تو وہ احمدی ہے۔ نیز کہا اور جس کا میری تحریر سے تعلق ہے کہ آپ کی ذیلی تنظیمیں چھوٹی عمر میں ہی بچوں کو گھروں کی دہلیز سے اچک لیتی ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت میں جُت جاتی ہیں۔

یہ کیفیت ہم نے ربوہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھی جب تک مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ میں خدمت کرنے کا موقع ملا خود بھی اس پر عمل پیرا رہے۔

درسگاہیں

آغاز میں چوک یادگار کے جنوبی جانب صرف ایک چھوٹی سی مسجد مبارک تھی۔ بعد میں قصر خلافت اس جگہ منتقل ہوا جہاں آج ہے اس کے ساتھ مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی۔ جس میں مختلف مراحل میں اضافہ ہوتا رہا۔ جوں جوں ربوہ کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا۔ مساجد بھی ساتھ ساتھ بننے لگیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں قادیان کی طرز پر مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور تین سالوں میں مکمل ہو کر تاریخ احمدیت کی مساجد کی تاریخ میں اضافہ ہوا۔ اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ بڑے ہال میں ستون نہیں ہیں تا خطیب کی نظر خطبہ کے دوران تمام سامعین پر بیک وقت پڑ سکے۔ ایک وقت تھا کہ جلسہ ہائے سالانہ کے سٹیج اس کے صحن میں بنتے رہے۔ بعض دفعہ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات بھی اس کے صحن میں منعقد ہوئے۔ جب تک دہشت گردی سے حالات مبرا تھے جمعہ کا اجتماع بھی اسی مسجد میں ہوتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 70 سے زائد محلہ جات میں 80 سے زائد اللہ کے گھر موجود ہیں۔ جن میں سے بعض پاکستان میں قانونی پابندیوں کے پیش نظر گنبد اور محراب کے بغیر ہیں۔ ربوہ میں مساجد

کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اس قدر قریب ہیں کہ اگر کسی سے ایک مسجد میں نماز باجماعت کسی مجبوری سے رہ جائے تو وہ فوراً دوسری قریبی مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرسکتا ہے۔ یہ خوبی ربوہ کے لئے اس لئے یکتا ہے کہ بعض دوسرے شہروں میں بھی مساجد قریب قریب ہوں گی اور ہیں بھی، آپس میں جُڑی بھی ہوتی ہوں گی مگر شیعہ، سُنی، وہابی، دیوبندی کے اختلافات کی وجہ سے وہ قریب واقع مسجد میں نماز ادا نہیں کرسکتے۔

رمضان میں تعلیم و تربیت

مساجد کی بات چلی ہے تو رمضان میں مساجد اور ان تربیت گاہوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ پابندی سے قبل ایک وقت میں مرد و خواتین سے مساجد بھر جاتی تھیں۔ بہشتی مقبرہ کا رخ کرتے تو ایک جم غفیر وہاں نظر آتا۔ علی الصبح ربوہ کی سڑکیں مرد حضرات اور خواتین سے پُر رونق ہوتیں اور ان کو بہشتی مقبرہ جاتے اور آتے دیکھا جاتا۔ اب سالہا سال سے خواتین پر رمضان میں کیا، عام دنوں میں نماز جمعہ پر بھی پابندی ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے مسجدوں میں ہونے والا خطبہ گھروں میں مہیا کیا جاتا ہے۔ خواتین کے مساجد میں نہ جانے پر ان کے جذبات الگ نوعیت کے ہیں۔ وہ ہر دم اس دعا میں لگی رہتی ہیں کہ دہشت گردی کے سبب لگنے والی پابندیاں جلد ختم ہوں اور ہم مساجد میں جاکر اپنی روحانی پیاس بجھا سکیں۔

میں آج سے کوئی دس سال قبل لندن میں عید الفطر کے موقع پر موجود تھا۔ اس سال میرے تمام بچے بچیاں اپنے بچوں کے ساتھ ہمیں (اپنے والدین) ملنے آئے ہوئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عید کے موقع پر ہونے والی دعوت میں ہم دونوں کو بلوایا گیا۔ چاند رات فون پر حضور انور کا محبت بھرا یہ پیغام بھی موصول ہوا کہ آپ اپنے تمام بچوں کے ساتھ دعوت میں مدعو ہیں۔ خاکسار اور بچوں کی کیا روحانی کیفیت تھی۔ خاکسار تو اچھل اچھل کر یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

؎ شاہ کے در سے فقیروں کو بلاوا آیا
میرے آقا، میرے سلطان، میں آیا، میں آیا

عید کے روز مسجد بیت الفتوح میں نماز عید حضور انور ایدہ اللہ کی اقتداء میں ادا کی۔ میرے سوا تمام بچوں کا کاروں میں مسجد فضل لندن جانے کا انتظام تھا۔ خاکسار نے فوری ریل گاڑی (under ground) کا سہارا لیا اور ان سے قبل مسجد فضل پہنچ گیا۔ PS کے دفتر میں داخل ہوا تو سامنے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے روحانی چہرے کے ساتھ کرسی پر براجمان تھے اور اپنے عملے سے عید مل رہے تھے۔ خاکسار نے بھی السلام وعلیکم حضور! عرض کی۔ حضور نے عید کے حوالے سے خاکسار سے پوچھنا شروع فرمایا، خصوصاً پوچھا۔ بیگم صاحبہ کو عید کیسی لگی۔ خاکسار نے ان کے جذبات عرض کر دیے تو فرمایا

’’ربوہ کی خواتین کا سوچیں جنہوں نے سالہا سال سے مسجد کا چہرہ تک نہیں دیکھا اور وہ بے چین ہیں کہ کب حالات بدلیں اور ہم نمازوں میں شامل ہوں۔‘‘

ایک وقت تھا کہ مسجد مبارک میں دوپہر کو درس القرآن ہوتا تھا جس سے فیض پانے کے لیے ربوہ کے ہزاروں مکین دوپہر کو درس قرآن، درس الحدیث، اور نماز عشاء کے بعد نماز تراویح کے لئے مسجد مبارک کا رخ کرتے تھے۔ آج کل محدود تعداد کے پیش نظر باری باری سب کو موقع ملتا ہے۔

بہشتی مقبرہ روحانی تربیت گاہ

ویسے تو تمام قبرستانوں میں جاکر روح کو آسودگی ملتی ہے۔ خدا یاد آتا ہے۔ قبرستان میں جانے کی دعا پڑھنے سے آخرت یاد آتی ہے لیکن ربوہ میں واقع بہشتی مقبرہ میں جانے اور دعا کرنے کا الگ سے لطف اور مزہ ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی جماعت کے بزرگوں اور عزیزوں کے مزاروں پر نظر پڑتے ہی ان کے ساتھ تعلق، ان کی یادیں، ان کی قربانیاں یاد آنے لگتی ہیں۔ اپنے پیارے والدین اور عزیزوں کے مزاروں کو چھوڑ کر ہم میں سے ہر ایک قطعہ خاص کی طرف بڑھتا اور مرحوم خلفاء اور ان کی بیگمات کی دائمی آرامگاہ اور خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کے افراد و خواتین کے مزاروں پر دعا کرتا ہے۔ ان کی مغفرت، اُن کے اعلیٰ علیین کے لئے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ان بزرگوں کی خوبیوں کی جب دعا کرتا ہے تو روح کی ایک الگ ہی کیفیت ہوتی ہے جو روحانی اور اخلاقی تربیت کا موجب ہوتی ہے۔ شہداء اور عزیز و اقارب کے مزاروں پر حاضری دینے سے بھی اندر ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ بہشتی مقبرہ پہاڑوں کے دامن میں آباد ہے۔ اب تو جلسہ گاہ کی طرف ایک وسیع و عریض حصہ خرید کر بہشتی مقبرہ بنایا گیا ہے۔

دارالضیافت کو دیکھ کر روحانی کیفیت پیدا ہونا

خاکسار ربوہ بننے کے آغاز پر دارالضیافت کا ذکر کسی حد تک کر آیا ہے۔ یہ پہلا مرکزی ادارہ تھا جس کی بنیاد ربوہ کی بنیاد کے معاً بعد رکھی گئی۔ ہم نے وہ کیفیت بھی دیکھی جب صفوں پر بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا تھا۔ مگر اب عالیشان عمارت موجود ہے جدید فن تعمیرات کے تحت اضافے کا سلسلہ جاری ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ کے تحت وسعتیں اختیار کرگیا ہے۔ اس کے سارے نظام کو گہرائی سے دیکھ اور پڑھ کر اور سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ کھانا کھاتے لوگوں کو دیکھ کر انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت خدا کی جماعت ہے اور خدا کی تائید و نصرت اس کی پشت پر ہے۔

دارالضیافت کے علاوہ جلسہ سالانہ کے شاملین کو کھانا مہیا کرنے والے دو تین لنگر خانوں سے تعداد بڑھ کر 11 تک پہنچ چکی ہے جس میں روٹی بنانے والی مشینیں بھی شامل ہیں۔

جلسہ سالانہ حکومت کی جبری پابندیوں کی وجہ سے 1983ء سے منعقد نہیں ہو پایا۔ مگر اس کی شاخیں بہت تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلی ہیں۔ ہم امید اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان روکوں کو دور فرمائے اور ہم جلسوں کا روحانی سماں ایک بار پھر ربوہ میں دیکھ سکیں جس کے لیے ایک وسیع و عریض جلسہ گاہ کی تیاری مکمل ہوچکی ہے الحمدللہ۔ اور مہمانوں کی رہائش کے انتظامات حسب توفیق کیے جا رہے ہیں اور سرائے مسرور سمیت مختلف گیسٹ ہاؤسز بھی تعمیر ہیں۔

تعلیمی ادارے

سرکاری اداروں کا ذکر تو اوپر ہوچکا ہے اس ضمن میں مزید تحریر ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد لاہور پہنچتے ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نوجوان نسل کو تعلیمی زیور اور دینی و اسلامی روایات اور اعلیٰ اقدار سے آراستہ کرنے کے لیے پاکستان میں ان تعلیمی اداروں کے قیام کا اعلان فرمایا جو قادیان میں قائم تھے۔ جماعت کے سرکردہ افراد نے مالی بوجھ کی وجہ سے حضورؓ سے درخواست کی کہ ابھی جماعت پر یہ بوجھ نہ ڈالا جائے تو حضورؓ نے نہایت جلالی الفاظ میں فرمایا ’’کالج چلے گا اور کبھی بند نہیں ہوگا۔ آسمان کے نیچے پاکستان کی سرزمین میں جہاں کہیں بھی جگہ ملتی ہے لے لو اور کالج شروع کرو۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 86)

آج دنیوی علوم کے ان تعلیمی اداروں جن کو بھٹو سرکار نے قومیا لیا تھا اور اب یہ سرکار کے تحت چل رہے ہیں کہ علاوہ جماعت کے بیسیوں کے قریب تعلیمی ادارے ربوہ میں موجود ہیں۔ جن میں نوجوان بچوں اور بچیوں کو دین اور دنیا کی تعلیم پڑھائی جاتی ہے اور قریباً ہر سال نمایاں نمبر لے کر پاکستان بھر میں پوزیشن ہولڈر ٹھہرتے ہیں.................... کے علاوہ صنعت و تجارت سکھلانے کی اکیڈمی اور ادارے موجود ہیں۔ جن کی الگ سے جدید طرز پر بلند و بالا عمارات ہیں۔

جماعت میں تعلیم عام ہونے کا غیروں پر اس قدر اثر ہے کہ ہم ربوہ کے ارد گرد بسنے والے جانگلیوں کو دیکھا کرتے تھے کہ اپنے کسی عزیز کی وفات پر واویلا کرتے تھے بلکہ ربوہ سے باہر سے آنے والے جانگلی بس یا ٹرین سے اُترتے اپنی جوتیاں سر پر رکھ کر روتے پیٹتے واویلا کرتے اپنے گاؤں کو جایا کرتے تھے۔ اب یہ لوگ ہمارے احمدیوں کے گھروں میں کام کرتے۔ باتیں اور طرز زندگی دیکھتے رہے۔ مگر اپنے آپ کو اس حد تک مہذب کرلیا ہے کہ نہ ان کو جوتیاں سر پر رکھتے روتے ہوئے دیکھا ہے بلکہ شلوار قمیض میں اب ملبوس نظر آتے ہیں۔

محلہ جات کے نام

ربوہ، ربوہ ای اے کے تحت اس خوبی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ تمام محلہ جات کے نام اسلامی ہیں۔ اسلامی ناموں کے ساتھ دنیا میں شاید ہی کوئی شہر ہو۔ سڑکوں پر اسلامی ناموں کے ساتھ محلہ جات کی تقسیم ایک عجیب خوبصورت سماں پیدا کرتی ہے اور ان ناموں کی مناسبت سے مکینوں کو درس و تدریس اور تقاریر میں توجہ دلا کر ان ناموں جیسا بننے کی تلقین بھی خاکسار نے علماء کو کرتے ہوئے سنا ہے۔

جس کی گلیوں میں بکھرا ہے سرمایہ گزرے سالوں کا

کسی حد تک خاکسار نے اس روحانی سرمایہ کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ ایک ایسا بکھرا ہوا جماعت احمدیہ کا روحانی سرمایہ ہے کہ تا قیامت قلمکار اور مؤرخین ان کو لکھتے رہیں تو یہ ختم نہ ہوگا۔ مضمون مکمل کرنے اور کمپوزنگ کے مراحل کے دوران بعض بھولی بسری یادوں نے دماغ میں آ بسیرا کیا ہے۔ جو ربوہ کی زینت میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

ربوہ کی عمارات پر عربی عبارات، قرآنی آیات، کلمہ طیبہ اور دوسری نصائح کثرت سے دیکھنے کو ملتی تھیں۔ ربوہ کی ایک درسگاہ پر ’’وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا‘‘ دُور سے نمایاں لکھی نظر آتی تھی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو بہت گھروں پر لکھا ہوا ملتا ہے۔ مساجد کی پیشانیوں پر مساجد سے متعلقہ آیات نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھیں۔ بس اڈے پر ایک سرکاری دفتر کا کمرہ ہوا کرتا تھا (آج بھی ہے) اس پر بس پر سے گزرنے والی سواری کی نگاہ اس عبارت پر پڑا کرتی ہے ’’خدا تعالیٰ کہنے میں بڑی برکات ہیں۔‘‘ کشتی نوح میں ہماری تعلیم سے تو گھروں کی دیواریں بھری ہوتی تھیں۔ ایک بزرگ عبدالحق شاکر جو بہت خوش خط لکھا کرتے تھے۔ اپنی ذاتی جیب سے ربوہ کی مختلف اہم جگہوں اور چوراہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیتی اقتباسات لکھا کرتے تھے اور لکھ کر بعد میں نگاہ رکھا کرتے تھے۔ جونہی بارش کی وجہ سے عبارت مدھم ہوتی تو دوبارہ چونا پھیر کر نئی عبارت لکھ دیتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو اپنے گھر کے باہر کی دیوار پر کشتی نوح کی یہ عبارت تین چار رنگوں میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔

’’ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

جلسہ سالانہ کے دنوں میں تو سارا ربوہ دلہن کی طرح سج جایا کرتا تھا۔ جگہ جگہ اسلامی عبارتوں سے دیواریں سج جاتیں۔ رنگ برنگے بینرز پر مختلف عبارات لکھی جاتیں۔

ذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہوتے۔ گو ہم انصار اللہ کے اجتماعات پر بھی شامل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خطاب سنا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کے صحن میں انصار اللہ کے ایک اجتماع پر جب پہلی دفعہ

ویڈیو ریکارڈنگ ہوئی تو بہت تیز روشنی کے بلبوں کی وجہ سے ہماری آنکھیں چندھیا رہی تھیں تو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اب ہماری مجبوری ہے اس کو برداشت کرنا سیکھیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع گھوڑ گراؤنڈ میں ہوا کرتے تھے۔ جہاں خیموں کی بستی تین دنوں کے لئے تیار ہوتی تھی۔ ہم خدام گھروں سے چادریں اکٹھی کر کے کسی بزرگ خاتون سے سلوا کر خیمے تیار کرتے تھے۔ پھر تین دن اس روحانی ماحول میں گزارتے۔ اور خوب فیض حاصل کرتے۔

مجھے یاد ہے کہ ہم جامعہ کے طلباء ایک ایسے گیٹ پر متعین تھے جو صرف حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے مختص تھا۔ جامعہ کے پرنسپل مکرم سید میر داؤد احمد مرحوم طلباء کو سبق دینے کے لئے مختلف راستے اپناتے رہتے تھے۔ آپ اجتماع میں اجتماع گاہ کے غالباً ناظم تھے۔ آپ اپنی سائیکل پر اس خاص گیٹ کی طرف آئے۔ طلبہ نے یہ جان کر کہ ایک تو یہ پرنسپل ہیں اور ناظم بھی۔ انہوں نے بانس جس سے راستہ بلاک کیا گیا تھا آپ کے گزرنے کے لئے اٹھا دیا۔ آپ گزر کر رک گئے اور طلبہ کو مخاطب ہو کر ہدایت کی یاددہانی کروائی کہ یہ راستہ کس کے لیے مخصوص ہے۔ آپ نے مجھے کیوں گزرنے دیا؟

ربوہ کی یاد ستاتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ انسان جس جگہ رہتا ہو اس کی بہت اہمیت سے باعلم ہونے کے باوجود اس کی قدر میں کمی رہ جاتی ہے۔ خاکسار جب تک ربوہ میں مقیم رہا۔ بیرون از ممالک سے بہت سے احمدی احباب ربوہ کے بارے میں مختلف باتیں لکھ کر یا سوشل میسیجز اور آڈیو ویڈیو بھجواتے رہتے تھے۔ جسے ہم دیکھ اور سن لیتے تھے۔ اب خود بیرون ملک پرواز کی ہے تو ربوہ کی اہمیت، افادیت پہلے سے زیادہ اجاگر ہوئی ہے اور ربوہ کی انمول یادیں ستا رہی ہیں۔ اب اُن پوسٹوں کو دیکھ کر اور سن کر مزہ دوبالا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نے تو دارالرحمت منڈی کی یادوں کو اور ایک نے کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ کی یادوں کو نظموں کی صورت میں فلمایا ہے۔ میں خود بھی کوارٹرز صدر انجمن میں رہا ہوں اور منڈی میں عزیزوں، دوستوں اور خرید و فروخت کے لئے آنا جانا رہتا تھا اس لیے ہر دو نظمیں کانوں میں رس گھولتی ہیں جو برادرم عبدالصمد احمد اور برادرم ہادی علی چوہدری کی آواز میں ہیں۔ اب تو بیرون ملک میں بسنے والے احمدیوں کے لیے بہت سے V.Log لوگوں نے تیار کر دیے ہیں۔ بعض دوستوں نے ان پرانی یادوں کو اپنے نوک قلم میں محفوظ کر لیا ہے۔ جیسے الفضل میں شائع ہونے والے مضامین از پرویز پروازی اور فرید احمد ملک مجھے یاد ہیں۔ جناب محمد داؤد طاہر نے قریہ جاوداں کے نام پر انہی یادوں کو قلم بند کیا ہے جبکہ عبدالرشید آرکیٹیکٹ نے ربوہ کے نام پر باتصویر مجلہ بھی طبع کروا رکھا ہے۔ ربوہ نام پر اس سے قبل بھی پرانے وقتوں کی کتاب ہے جو ربوہ دارالہجرت اور تاریخ احمدیت میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد مرحوم مورخ احمدیت نے کافی مواد آئندہ نسلوں کے لئے جمع کر چھوڑا ہے۔ ہاں ابتداءً ربوہ میں جناب خان عبدالرزاق خان واقفِ زندگی جو آغاز ربوہ کمیٹی میں شامل تھے نے تعمیر مرکز کے ابتدائی حالات کو نہایت ایمان افروز رنگ میں قلمبند کر رکھا ہے۔

الغرض ربوہ دارالہجرت کی سرزمین اور اس کی فضائیں اس حد تک متبرک ہیں۔ جہاں ہمارے تین متبرک خلفاء نے خلافت پر فائز ہونے سے قبل اور اس کے بعد بھی، جب کہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر سرفراز ہونے سے قبل اس ربوہ کی گلی کوچوں میں پھرے، مختلف مساجد، اداروں کا وزٹ کیا وہاں حکمت کے موتی بکھیرے اور ان چاروں خلفاء، حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ۔ دیگر صحابیات وصحابہ کرام و بزرگ اجل علماء اور ربوہ کے تمام مکینوں اور باسیوں کی تسبیح و تحمید اور ذکر واذکار پر دنیا میں سب سے پیارے وجود سیدنا و امامنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے درود شریف سے روح کی فضائیں معطر رہیں۔ اب بھی ہیں اور ان شاء اللہ تا ابد رہیں گی۔ ان گلی کوچوں کی خاک نے ہمارے بزرگ خلفاء کے پاؤں چومے ہیں۔ جہاں سے ان کا گزر ہوا۔ خدا جانتا ہے وہ جگہیں بہت مبارک ہیں جن کو آئندہ ہمارے تاریخ دان نہایت ادب سے قلمبند کرنے پر فخر کریں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شائد کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

ربوہ کا چپہ چپہ ان بزرگ خلفاء کی مقبول دعاؤں کی گواہی دے رہا ہے اور ببانگ دہل اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اگر اہالیان ربوہ اس حقیقی تعلیم کو Follow کریں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری، آپ اس پر عمل کر کے ہمارے لئے نمونہ بنے۔ اور آج اُخروی دور میں اس پیاری تعلیم کی تشریح وتفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام نے کی اور آج نمائندہ رسول حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم کی بے مثال تشریح و فلسفہ اپنے خطبات، خطابات، تقاریر، درس و تدریس اور ورچوئل و دیگر کلاسز میں بیان فرماتے ہیں اور ہم ایم ٹی اے سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب بالعموم اور ربوہ کے باشندے بالخصوص اس اخلاص، جوش و جذبہ اور محبتِ الٰہی، محبتِ رسول، محبت قرآن، محبت خلافت سے اپنے آپ کو سرشار رکھیں۔ جن کا ذکر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 ستمبر 2021ء کے خطبہ جمعہ میں مکرم سید طالع احمد شہید کے حالات و واقعات اور سیرت بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں مرحوم شہید کو خراجِ تحسین پیش فرمایا۔ ’’ہمارے بہت ہی پیارے‘‘، ’’اے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔‘‘ اور ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جسمانی اور روحانی آل ہونے کا حق بھی ادا کر دیا‘‘

پس ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ لے کر انہیں کھنگالنے کی ضرورت ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی آل اولاد میں شامل کرنے کی سعی کرنی ہے اور نئے عہد وفا باندھنے ہوں گے۔

اہالیان ربوہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی توقعات

یہاں مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے صرف بانی ربوہ حضرت مصلح موعودؓ اور موجودہ سالار قافلہ احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ کے رہائشیوں کے بارے خواہشات و توقعات بیان کی جارہی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ مورخہ 21 مئی 1954ء کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ربوہ کی غرض و غایت، اشاعت اسلام کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ربوہ کی بنیاد کی غرض یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہئے کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں۔ ہم نے اس مقام کو اس لئے بنایا ہے کہ تا اشاعت دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں اور دین کی اشاعت کریں اور اس کی خاطر قربانی کریں۔ پس تم یہاں رہ کر نیک نمونہ دکھاؤ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرو تم خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرلو۔ اگر تم اس کی رضا کو حاصل کر لو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں گی اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 172)

’’صرف ایسے ہی لوگوں کو ربوہ میں رہنے کی اجازت دی جائے گی جو اپنی زندگی عملی طور پر دین کی خدمت کے لیے وقف کرنے والے ہوں...... جب بھی سلسلہ کو ضرورت ہوگی وہ بلا چون و چرا اپنا کام (کاروبار) بند کر کے سلسلہ کی خدمت کرنے کا پابند ہوگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21 ستمبر 1949ء)

ہر شخص کو......ایک ماہ خدمت دین کے لئے ضرور وقف کرنا ہوگا......ہر فرد بشر کے لئے اسلامی اخلاق کو اس درجہ اپنانا ضروری ہوگا کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکیں مثلاً نماز باجماعت کی پابندی...... وغیرہ۔

(الفضل 20 اپریل 1949ء)

اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے بسائیں۔ پس اس موقع پر ہمیں بھی اور یہاں کے رہنے والے سب افراد کو بھی یہ عزم کر لینا چاہیے کہ انہوں نے خدا سے مانگنا ہے کسی بندے سے نہیں مانگنا۔

(الفضل 6 اکتوبر 1949ء)

دوسروں کی نسبت آپ (اہل ربوہ) پر زیادہ ذمہ داری ہے۔ دوسروں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے دنیوی سہولتیں آپ کو زیادہ دی ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ نیکیوں میں آپ آگے بڑھیں......دکاندار ربوہ کے ماحول میں مہنگی اشیاء بیچتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں لیکن اپنے رب کی راہ میں زیادہ اموال خرچ کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے......پھر میں ربوہ میں جو ہمارے کارکن ہیں ان کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ ہیں جو پورا وقت نہیں دیتے ان کو یہ سوچ کر شرم آنی چاہیے کہ انہوں نے دوسروں کے لیے ایک نمونہ بننا تھا۔ اس مسابقت کے میدان میں لیکن ان سے زیادہ وقت دیتے ہیں کراچی کے بعض احمدی جو دفاتر وغیرہ میں سات آٹھ گھنٹے لگانے کے بعد سات گھنٹے جماعت احمدیہ کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور ہمارے کلرک ربوہ میں رہتے ہوئے گزارہ لے کر چھ گھنٹے کام نہیں کرتے......ایک نیکی ربوہ سے تعلق رکھنے والی خاص طور پر یہ ہے کہ یہاں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہ ہو......خاص طور پر ربوہ میں کوئی لڑائی اور جھگڑا اور گالی گلوچ نہیں ہونا چاہیے۔

(روزنامہ الفضل 29 مارچ 1968ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی توقعات

ربوہ کے بچے سلام کو رواج دیں

حضور ایدہ اللہ نے 7 جون 2003ء کو بچوں کی کلاس میں فرمایا:

’’ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنا دیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آرہی ہوں۔ بڑے بھی، چھوٹے بھی، بچے بھی بعض دفعہ بڑوں سے سستی ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہرحال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا ان شاء اللہ۔ دوسرے مساجد کو آباد کرنے کے لئے۔ ربوہ کے ماحول میں جو خالصتاً احمدیت کا ماحول ہے بچوں کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کو توجہ دلائیں اور خود بھی خاص توجہ کریں اور مساجد میں زیادہ سے زیادہ جائیں اور مساجد کو آباد کریں تا کہ احمدیت کی فتح کے نظارے دعاؤں کے طفیل ہمیں ان شاء اللہ تعالیٰ ملنے ہیں وہ ہم جلد دیکھیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل 12 جون 2003ء)

پیر بنیں پیر پرست نہ بنیں

پھر آپ خطبہ جمعہ 22 اکتوبر 2004ء میں فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ’’پیر بنیں پیر پرست نہ بنیں‘‘ پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی بعض جگہ ربوہ میں بھی احمدیوں نے اپنے دعا گو بزرگ بنائے ہوئے ہیں اور وہ بزرگ میرے نزدیک نام نہاد ہیں جو پیسے لے کر یا ویسے ہی تعویذ وغیرہ دیتے ہیں یا دعا کرتے ہیں یہ سب فضولیات اور لغویات ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ احمدی نہیں ہیں جو اس طرح تعویذ وغیرہ کرتے ہیں۔‘‘

ہر گھر کے سامنے صاف ستھرا ماحول ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اپریل 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’ربوہ میں جہاں 98 فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہیے۔ اب ماشاء اللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ پودے، درخت، گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ کافی سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے........ اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کر لیں تا کہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لیے سنبھل سنبھل کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔‘‘

پھر اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا........ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے........ اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں۔ مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہیے‘‘

(الفضل 7 مئی 2004ء)

اختتامیہ

اے دلربا! ربوہ کی بستی تیری رہ تک رہی ہے!

اس مضمون کا اختتام کرتے ہوئے، میں جذباتی ہو رہا ہوں کہ جب تک میں ربوہ میں مقیم رہا خلیفۃ المسیح کی یاد ستاتی رہی۔ گو خدائی نعمت اور انعام ایم ٹی اے نے اس یاد میں کمی پیدا کی اور کم از کم سات دنوں میں ایک جمعہ کے روز حضور سے آدھی ملاقات ایم ٹی اے کے ذریعہ ہو جاتی رہی اور دل اور آنکھیں تسکین پاتی رہیں۔ اور جب یہاں لندن آ گیا ہوں تو ربوہ کی یاد ستاتی ہے۔ مضمون کے اختتام پر جسم کے اندر پیدا ہونے والے جذباتی ماحول میں مجھے حضور انور کی ہمشیرہ مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم کی ایک نظم کے چند اشعار یاد آ رہے ہیں۔ آپ لکھتی ہیں:

مجبور سہی، لاچار سہی ہے کرب و بلا کا دور مگر!
پُر عزم بھی ہیں با حوصلہ بھی رہتے ہیں جو سارے ربوہ میں
تسکین سماعت پاتی ہے، ذہنوں کو جلا بھی ملتی ہے
پر دید کی پیاس کا کیا کیجئے، بھڑکی ہے جو سارے ربوہ میں
کب ساقی بزم میں آئے گا، کب جام لنڈھائے جائیں گے
دو قطروں سے کب ہوتے ہیں، رندوں کے گزارے ربوہ میں

کم و بیش یہی کیفیت ربوہ کے ہر شہری، ہر باسی، ہر مکین اور ہر رہائشی کی ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ خلیفۃ المسیح کی راہ تک رہے ہیں۔

عرفان کی بارش ہوتی تھی جب روز ہمارے ربوہ میں
اے کاش! کہ جلدی لوٹ آئیں وہ دن وہ نظارے ربوہ میں

مگر اہل ربوہ کو یہ پیغام یاد رکھنا چاہیے۔

’’اگر سو فیصد پاکستانی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7 اکتوبر 2011ء)

اسلامی اصطلاحات کے برمحل استعمال کے خصوصی نمبر پر تبصرے

مکرم نعمان احمد رحیم لکھتے ہیں کہ

الحمد للہ! الفضل میں آج کل جو اسلامی اصطلاحات کے نمبر آ رہے ہیں بہت جامع ہیں اور یقینی بات ہے کہ انکو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور ایمان اور مستحکم ہو جاتا ہے آج کے اخبار میں آیت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ کی جو ایمان افروز تشریح پڑھی ہے بہت دل کو سکون ملا۔

مکرمہ خالدہ نزہت آسٹریلیا سے لکھتی ہیں کہ

ماشاء اللہ! الفضل دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ آج کل جو نمبر ’’اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال‘‘ شائع ہو رہا ہے بے مثال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ’’شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم‘‘ کا مضمون بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ ساری ٹیم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آج کی دعا

فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ

(المائدہ:26)

ترجمہ:

پس ہمارے درمیان اور فاسق قوم کے درمیان فرق کر دے۔

یہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی فاسق (نافرمان) کے مقابل نشان طلب کرنے کی خوبصورت دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ (المائدہ:26) ہمارے درمیان اور فاسق قوم کے درمیان فرق کر دے۔ اس دعا کو بھی آجکل بہت پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے اور مسلمان ملکوں میں جماعت کے لئے راستے کھولے تا کہ ان کو صحیح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے اور اس راستے میں جو روکیں ہیں، جو سختیاں ہیں جو ان مسلمان کہلانے والوں نے احمدیوں پر روا رکھی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو دور فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء، خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 520)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اعلان ولادت

مکرم ابتسام احمد مربی سلسلہ اعلان کرواتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار اور قرۃ العین صاحبہ کو مورخہ 04 اکتوبر 2021ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بریرہ خان تجویز فرمایا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت بچی کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمانے کی منظوری بھی عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

نومولود مکرم محمد الطاف خان (مرحوم) کی پڑپوتی ہے اور محترم مولوی عبد الحمید مومن (مرحوم) درویش قادیان کی پڑنواسی ہے اور مکرم فضل الرحمٰن ناصر استاد جامعہ احمدیہ لندن کی پوتی اور مکرم بشیر الشمس آف قادیان کی نواسی ہے۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کی عمر صحت میں برکت عطا فرمائے اور نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لیے قرۃ العین بنائے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 14نومبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد ۔ ٹلفورڈ برطانیہ میں درج ذیل نماز جنازہ پڑھائے۔ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ادارہ الفضل تمام پسماندگان سے تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم منور احمد صاحب (Carshalton ۔ یوکے)

11 اکتوبر 2021ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت) کے بیٹے تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔ انہیں مرکز، سیرالیون اور نائیجیریا میں لمبا عرصہ تک احمدیہ سکولوں میں پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحوم انتہائی نیک، دُعا گو، نماز روزہ کے پابند، شریف النفس، منکسر الزاج، التزام کیساتھ تلاوت قرآن کریم کرنے والے ایک مخلص بزرگ تھے۔ مرحوم امریکہ میں شہید ہونیوالے احمدی ڈاکٹر محترم مظفر احمد صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم مولوی کے ریاض احمد صاحب (معلم سلسلہ مالاپورم، کیرالہ ۔ انڈیا)

3جولائی 2021ء کو 43سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم کو صوبہ آندھرا اور تلنگانہ کے علاقوں میں تقریباً 19 سال خدمت کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں تیلگو زبان بھی سیکھ لی تھی اور حضور انور کے خطبات کے تیلگو زبان میں تراجم کیا کرتے تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، متحمل مزاج، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

2- مکرمہ نزہت آراء صاحبہ اہلیہ مکرم ملک مبارک احمد صاحب (یو ایس اے)

24 ستمبر 2021ء کو 83سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دعا گو، شفیق اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ لاہور میں مقامی سطح پر لجنہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

3- مکرم عبد الرحمٰن صاحب (معلم سلسلہ ضلع بیر بھوم بنگال)

29 ستمبر 2021ء کو 62سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1978ء میں احمدیت قبول کی اور 1999ء میں قادیان آگئے۔ 2000ء میں آپ کی بطور عارضی معلم پہلی تقرری ہوئی اور آپ پورے اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے رہے۔ 2006ء میں آپ کی بنگال میں تقرری ہوئی جہاں وفات تک بڑی دیانت داری، اخلاص اور محنت کے ساتھ خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کا عرصہ خدمت 22سال بنتا ہے۔ مرحوم اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ اس وجہ سے آپ کی کئی مرتبہ شدید مخالفت بھی ہوئی لیکن آپ استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ مرحوم بہت نیک، شریف النفس، صوم وصلوۃ کے پابند ایک باوفا خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

4- مکرم فضل احمد باجوہ صاحب ابن مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب

7۔ اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار انسان تھے۔ اپنی جماعت میں امور عامہ کمیٹی کے ممبر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لمبا عرصہ تک جماعت میں خدام کو فرسٹ ایڈ وغیرہ کے بنیادی اصول بھی سکھاتے رہے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

5- مکرم ماسٹر عمر حیات صاحب (یوکے)

31جنوری 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعینات ہوئے اور 40سالہ سروس کے بعد 2010ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ کو وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور ناصر ہائی سکول ربوہ میں پڑھاتے رہے۔ آپ ایک صاحب علم اور وسیع مطالعہ رکھنے والے انسان تھے۔ آپ ایک فرض شناس اور محنتی استاد تھے۔ بڑے ہمدرد، دیندار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن بھی پسماندگان تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

بعض مضمون نگار اخبار الفضل آن لائن میں اشاعت کے لئے بہت طویل مضامین بھجواتے ہیں جو اخبار میں اپنی جگہ بنانے میں کافی وقت لے لیتے ہیں۔اس تاخیر پر مضمون بھجوانے والے حضرات مسلسل تاخیر کی وجہ پوچھتے ہیں اور ان میں سے بعض مضمون شائع نہ ہونے پر شکوہ بھی کرتے ہیں۔ خاکسار اعلان ہذا کے ذریعے تمام قلمکاروں اور انشاء پردازوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی تحریر کو مختصر رکھا کریں۔ یوں اول ۔مضمون جلد اخبار کا حصہ بن جایا کرے گا۔ دوم۔ دوسرے قلمکاروں کی حق تلفی بھی نہ ہو گی اور سوم ۔اخبار متنوع مضامین سے مزید دلچسپ ہوجائے گا۔

اگر آپ کی طرف سے مضمون پروف ہوا ہو اور ادارہ کے وضع کردہ ٹمپلیٹ (TEMPLATE))میں ہو تو مضمون جلد لگنے کے مزید سامان ہوسکتے ہیں۔ ٹمپلیٹ ادارہ سے منگوایا جا سکتا ہے۔کان اللہ معکم۔

(ایڈیٹر)

ایڈیٹر کے نام خطوط

میرا سارا خاندان الفضل کا ذوق وشوق اور اہتمام سے مطالعہ کرتا ہے

مکرم ماہد ناصر۔سسکاٹون، متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں:

خاکسار سب سے پہلے تو آپ اور آپ کی تمام ٹیم کی خدمت میں افراد جماعت کے لئے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت و راہنمائی کی روشنی میں بہترین روحانی مائدہ تیار کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

روزنامہ الفضل آن لائن ہم سب کے لئے ازدیاد علم و ایمان کا باعث بن رہا ہے۔میرا سارا خاندان الفضل کا بڑے ذوق وشوق اور اہتمام سے مطالعہ کرتا ہے۔جامعہ احمدیہ کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے خاکسار تو بہت باقاعدگی سے اس مؤقر جریدہ کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بہت استفادہ بھی کر رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

آپ کا 16اکتوبر کے روزنامہ الفضل میں شامل اداریہ بہت ہی معلوماتی تھا اس اداریے میں یہ پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ ہمارے پیارے آقا اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نہ صرف جماعتی اخبار و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں بلکہ ان میں چھپنے والی چیزوں سے متعلق از راہ شفقت و محبت ہماری راہنمائی بھی فرماتے ہیں۔بلاشک وشبہ خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت عظمیٰ ہے جس سے آج ہم متمتع ہو رہے ہیں۔الحمد للہ!

یہ ناچیز روزنامہ الفضل کی وساطت سے حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی صحت وعمر میں فوق العادت برکت عطا فرمائے اور ہم ہمیشہ حضور کے ہر فرمان کی دل و جان سے اطاعت کرنے والے ہوں۔آمین۔

نوٹ از ایڈیٹر: آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ بھی خط لکھنے والوں کی فہرست میں شامل ہو گئے ہیں۔مغربی دنیا میں پلنے والے بچے کی اردو بہت ٹھوس پا کر مزید خوشی کے سامان پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی استعدادوں کو بڑھائے ۔ آپ اپنے پسندیدہ اخبار الفضل آن لائن کے لئے مضامین بھی لکھنے شروع کریں۔ اور دنیا بھر کے اب تک چھپنے والے اردو اخبارات میں سے سب سے زیادہ عمر والے اخبار الفضل کو اپنے ساتھیوں، دوستوں اور عزیز واقارب میں متعارف کروائیں اور اسے widely promote کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔آمین

مکرم نور احمد ثاقب ۔برکینا فاسو حال سیرالیون تحریر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل روزنامہ بہت مفید اور پرتاثیر ہے، اس سلسلے میں آپ اور آپ کی ٹیم کی کاوشیں قابل تعریف ہیں، خاکسار نے پچھلے دنوں ایک مضمون پڑھا جس میں انجام بخیر کے لیے دعا کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی، خاکسار برملا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ یقیناً ہم میں سے بعض کا دھیان اس طرف نہیں ہے، اس مضمون کو پڑھ کر دل پر بہت اثر ہؤا کہ ہمیں ہمیشہ اپنے انجام بخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیئے، خاکسار آپ کو یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہے کہ الحمد للہ !خاکسار نے اسی دن وہ دعا جو آپ نے اس میں تحریر فرمائی تھی یاد بھی کر لی ہے اور باقاعدگی سے ہر روز یہ دعا پڑھتا بھی ہے، اس سے دل کو ایک عجیب سا سکون محسوس ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، آمین

خاکسار الفضل کی وساطت سے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ عرض کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے اور روح القدس کے ذریعہ پیارے آقا کا ہمیشہ مددگار ہو۔آمین۔

دعائے نعم البدل

مکرم بلال احمد ۔شیفلیڈ برطانیہ سے اعلان کرواتے ہیں:

13 اکتوبر 2021ء کو خاکسار کے ہم زلف مکرم سفیر احمد صدیقی مربی سلسلہ ہالینڈ المیرہ کی صاحبزادی لیانہ صدیقی بعمر 6ماہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے۔اللہ تعالیٰ برادرم سفیر احمد صدیقی اور ان کی اہلیہ مکرمہ بشریٰ صدیقی کو صبر وجمیل دے اور بہترین نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموزبات

درازی عمر کا راز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔کہ

’’ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرّعد: 18) یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 92 سن اشاعت 2018ء یوکے)

مرسلہ: شیخ مجاہد شاستری ۔قادیانی

30 اکتوبر 2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:05	17:45
مدینہ منورہ		05:08	17:43
قادیان		05:51	17:41
ربوہ		05:01	17:21
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:23	17:40